SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, July 11, 1993

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty one minutes after five of the clock in the evening, with Mr Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

واعلموا ان فيكم رسول الله لو يطيعكم فى كثير من الامر لعنتم
ولكن الله حبب اليكم الايمان وزينه فى قلوبكم وكره اليكم
الكفر والفسوق والعصيان اولئک هم الرشدون () فضلاً من الله
و نعمة والله عليم حكيم ()

ترجمہ: اور جان رکھو کہ تم میں خدا کے پیغمبر ہیں ۔ اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہا مان لیا کریں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ ۔ لیکن خدا نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا ۔ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں ۔ (یعنی) خدا کے فضل اور احسان سے اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے ۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, July 11, 1993

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty one minutes after five of the clock in the evening, with Mr Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

واعلموا ان فيكم رسول الله لو يطيعكم فى كثير من الامر لعنتم
ولكن الله حبب اليكم الايمان وزينه فى قلوبكم وكره اليكم
الكفر والفسوق والعصيان اولئک هم الرشدون() فضلاً من الله
و نعمة والله عليم حكيم ()

ترجمہ: اور جان رکھو کہ تم میں خدا کے پیغمبر ہیں ۔ اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہا مان لیا کریں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ ۔ لیکن خدا نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا ۔ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں ۔ (یعنی) خدا کے فضل اور احسان سے اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے ۔

OATH TAKING

جناب چیئرمین۔ یوسف شاہین صاحب ذرا حلف اٹھانے کے لیے تشریف لے آئیں۔

(جناب یوسف شاہین نے حلف اٹھایا)

ڈاکٹر محمد ریحان۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

جناب چیئرمین۔ جی ایک منٹ ۔ میں پریذائیڈنگ آفیسرز کا اعلان کر دوں ۔

In exercise of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following in order of precedence to form the panel of Presiding Officers for this Session of the Senate:

1. Brig. (Retd.) Malik Muhammad Hayat.
2. Syed Abdullah Shah.
3. Akhunzada Behrawar Saeed.

جی جناب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے جی ۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب چیئرمین صاحب! آج دنیا بھر میں آبادی کا عالمی دن منایا جا رہا ہے ۔ آبادی کے مسئلے نے پوری دنیا کے لیے بڑا گھمبیر مسئلہ کھڑا کیا ہے خصوصاً تیسری دنیا کے لیے اور تیسری دنیا میں پاکستان کے لیے ایک بہت بڑا عذاب بن چکا ہے ۔ جناب عالی! جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے جتنے بھی مسئلے ہیں یا مشکلات ہیں جس کا روز ہم اس ہاؤس میں بھی رونا روتے ہیں اور باہر بھی چاہے وہ بیروزگاری کا مسئلہ ہے ۔ چاہے وہ تعلیم کا ہے چاہے وہ law and order کا ہے کئی مسئل ہیں اس کی جڑ جو ہے وہ population explosion ہے۔

جناب والا! اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا ۔ مرحوم جنرل محمد ایوب خان کے ساتھ کئی معاملات پر اختلاف تو ہو سکتا ہے لیکن میں ان کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس مسئلے کو بڑا serious لیا تھا لیکن بدقسمتی سے اس وقت چند لوگوں نے یا ایک مکتبہ فکر کے لوگوں نے محض اپنی سیاسی دوکان چمکانے کے لیے اس کی مخالفت کی اگر وہ سلسلہ قائم رہتا تو

آج ہمیں اس عذاب کا سامنا نہ کرنا پڑتا ۔ بہرکیف اب بھی دیر نہیں ہے ۔ موجودہ حکومت اس سلسلے میں بہت کچھ کر رہی ہے ۔ لیکن یہ صرف حکومت کا کام نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں اور میں اس معزز ایوان کے اراکین سے گزارش کرتا ہوں کہ آئیں ہم سب مل کر آج کے دن یہ عہد کریں کہ اس عذاب سے اس جن سے اپنے ملک کو اور قوم کو چھڑانے کے لیے بھرپور طور پر جس طرح بھی ہو چاہے وہ اپنے طور پر ہو یا میڈیا کے ذریعے ہو ۔ چاہے لوگوں سے میل ملاپ ہو جس طرح بھی ہو سکے ۔ اس میں بھرپور ساتھ دیں تاکہ قوم کو اس عذاب سے اس گھمبیر مسئلے سے چھڑا سکیں اور ملک خوشحالی اور ترقی پر گامزن ہو ۔

جناب چیئرمین- میرے خیال میں یہ point of order نہیں بنتا ۔

پروفیسر خورشید احمد - انسانوں کو عذاب کہنا menace یہ اسلامی روایات کے خلاف ہے ۔ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور یہ سینیٹ اس سے بہت پہلے آبادی کے مسئلے پر اچھی طرح غور کر چکا ہے ۔ سامراجی ذہن اپنے نظام کی خرابی ظلم کا نظام جس نے بےروزگاری کا مسئلہ پیدا کیا ہے ان کو آپ نظرانداز کرتے ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ انسانوں کو ختم کریں ۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ پہلے اپنی اولاد کو ختم کریں ۔

جناب چیئرمین- یہ point of order نہیں بنتا ۔ کوئی مناسب موقع آئے گا تو کریں۔

APPOINTMENT AS LEADER OF THE HOUSE

Mr. Chairman: Appointment as Leader of the House. We have been informed by the Prime Minister that he has been pleased to appoint Mr. Muhammad Ali Khan Hoti to act as the Leader of the House for the ensuing session of the Senate.

OBITUARY

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, I would like to move a condoloence

resolution. This House expresses its profound grief and sorrow at the sad demise of ex-Senator Mian Amir Haider Qureshi. The late Mian Sahib participated actively in the independence movement alongwith other elders. He took keen interest in the social welfare programmes of his area and had been holding different representative positions since 1958. He was elected as a Senator from the Punjab Province in 1985 and retired on the 20th of March 1991 on the expiration of his six years term. We pray to be Al-Mighty Allah to shower all his blessings and rest his soul in peace and grant courage to the bereaved family to bear this irreparable loss with great fortitude. Sir, a copy of this resolution may be sent to the bereaved family. I request that we offer "Faiha" for Mr. Qureshi.

جناب چیئرمین۔ فاتحہ کرلیں ۔ یہ قرارداد منظور کی جاتی ہے ۔

No objection unanimously. There is no objection.

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman: Next Item is the leave applications.

سید اقبال حیدر کی جانب سے ہے کہ انہوں نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر ایوان سے آج کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جناب یحییٰ بختیار صاحب نے بھی ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۱ جولائی ۹۲ ، سے ۱۴ جولائی ۹۲ ، تک ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ چوہدری شجاعت صاحب نے بھی اطلاع دی ہے کہ وہ آج اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے ۔

PRIVILEGE MOTIO .S

جناب چیئرمین۔ پریویلج موشن۔ جناب سید اشتیاق اظہر صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔ So. this stands dropped, next ملک محمد حیات صاحب۔ انہوں نے withdraw کر لیا ہے۔

ADJOURNMENT MOTIONS

Mr. Chairman: Adjournment Motion. Dr. Rehan Sahib. The Adjournment Motion No. 1 on the alleged misappropriations committed in the Pakistan Council for scientific and industrial research.

i) RE: ALLEGED MISAPPROPRIATIONS COMMITTED IN THE PCSIR

ڈاکٹر محمد ریحان۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم

Sir, with your kind and gracious permission I beg to seek leave of this honourable House to move an adjournment motion in respect of a news which had been published on the 16th of May, 1993 about the mis-appropriations of funds committed in the Pakistan Council for Scientific and Industrial Research. According to the report crores of rupees have been embazzled which is a great loss to the weak economy of our euntry.

Sir, I request that the routine business of this House be suspended and the matter be taken up for discussion as it is a very important national issue and concerns the Federal Government Sir.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

مختصراً بیان کر دیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ یہ افسوسناک خبر شائع ہوئی تھی کہ پاکستان کونسل برائے سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ میں کروڑوں روپیہ کی misappropriation ہوئی ہے ۔ یعنی غبن ہوا ہے تو یہ ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے پر اس ہاؤس کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے اور اس کو بحث کے لیے لیا جائے کیونکہ یہ بڑا اہم قومی نقصان کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین۔ میاں زمان صاحب

میاں محمد زمان۔ جناب چیئرمین ! میں اس تحریک التواء کی فنی وجوہات کی بنا پر مخالفت کرتا ہوں ۔ انہوں نے یہ کہا recent occurrence ہے حالانکہ یہ واقعہ جو "خبریں" میں چھپا ہے اس کا تعلق ۱۹۸۸ء سے ہے ۔ ۱۹۸۸ء میں یہ واقعہ ہوا اور اس پر باقاعدہ حکومت کی طرف سے ایکشن لیا گیا ۔ضروری کارروائی کی گئی ۔ ہوا یہ جناب والا! کہ ایک اکاونٹس افسر صفدر صاحب تھے جنہوں نے ۱۲۲۰ روپیہ کے ایک چیک کو ربڑ کر کے ۶۱۱۲۰ روپیہ کا بنایا اور اس کے اوپر ان کے خلاف کارروئی کی گئی ۔ ان کو ملازمت سے نکال دیا گیا ۔ پولیس میں کیس رجسٹر ہوا ۔ وہ تین چار ماہ تک حوالات میں رہے اور آج کل ضمانت پر رہا ہیں اور معاملہ عدالت میں زیر غور ہے ۔ اس کے ساتھ دوسرا واقعہ ایک بس کے متعلق ہے جس میں کہا گیا تھا کہ ایک بس ڈی ایس اور اشرف چیمہ کی ملی بھگت سے فروخت کر دی گئی ۔ یہ بس جناب والا! چوری ہوئی تھی جس کی ایف آئی آر باقاعدہ پولیس کے پاس درج ہے اور تحقیقات ہو رہی ہیں ۔ اشرف چیمہ کے متعلق کچھ embezzlement کے cases درست ہیں ۔ یہ بھی ۱۹۸۸ء میں ہوئے تھے اور اس کی ایف آئی اے کے پاس ایف آئی آر درج ہے ۔ اس کو dismiss کر دیا گیا ہے اور وہ ۱۹۸۸ء سے ڈیوٹی سے غیر حاضر ہے اور بیرون ملک چلا گیا ہے ۔ ایف آئی اے اس کی انکوائری کر رہی ہے ۔

اب میں جناب سے درخواست کروں گا کہ یہ رول 75(C) کے تحت recent occurrence نہیں ہے ۔ یہ ۱۹۸۸ء کے واقعات ہیں ۔ قواعد و ضوابط کے تحت انہیں تحریک التواء کے ذریعے اس ایوان میں ڈسکس نہیں کیا جا سکتا ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ معزز رکن کا یہ حق ہے کہ وہ اس معاملے کے متعلق معلومات حاصل کریں جو ضوابط کار کے تحت وقفہ سوالات میں سوالات کے ذریعے کی جا سکتی ہیں ۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ تحریک التواء کے ذریعے اس کو ایوان میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ۔

Mr. Chairman: Dr. Sahib in the light of the statement, would you like to press it?

پرانا معاملہ ہے - ۱۹۸۸ء کا ہے -

ڈاکٹر محمد ریحان - جناب والا! میں نے وزیر موصوف کی بات سن لی - انہوں نے تفصیل سے بات کی - میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ۱۹۸۸ء کی بات تھی اور یہ "خبریں" اخبار میں ۱۶ مئی کو شائع ہو گئی - ہر منسٹری میں ایک پی آر او ہوتا ہے - ان کو بھی "خبریں" پڑھنی چاہئیں - اس کی باقاعدہ تردید آنا چاہیئے تھی - تو اس معزز ایوان کا وقت بھی بچ جاتا اور وزیر صاحب کو بھی ہم زحمت نہ دیتے کہ وہ اس کے متعلق اپنا وقت ضائع کرتے - تو جو انہوں نے فرمایا اس کی روشنی میں اس کو پریس نہیں کرتا - لیکن آئندہ کے لیے ان سے اور دیگر وزیروں سے عرض کرتا ہوں کہ جب اس قسم کی خبریں چھپیں تو اس کی تردید آنی چاہیئے۔

Mr. Chairman: So, not pressed. Next Adjournemnt Motion No. 4, Dr. Rehan Sahib. on the alleged despute between two Federal Government Agencies of the authority of checking on Kotal check post.

ii)RE: ALLEGED DISPUTE BETWEEN TWO FEDERAL GOVERNMENT AGENCIES ON KOTAL CHECK POST.

Dr. Muhammad Rehan: With your very kind permission, I move to seek leave of this honourable House for moving an adjournment motion. It has been reported in the daily "Khabrain" dated 16th May, 1993 that a dispute had arisen between two Federal Government Agencies over authority of checking on Kotal check post i.e. between Kohat and Darra Adam Khel. This dispute has taken a serious turn or rather a dangerous turn, when, according to the report, the personnel of Agencies resorted to firing on each other. Such a dangerous move by disciplined forces has to be taken notice of. As a result of this dispute innocent

people are going to suffer and the smugglers are going to take advantage of it.

Sir, the matter as had been reported in the 16th May, 1993 issue looks to be of recent occurrence and concerns Federal Government because that is the Tribal Area under the control of Federal Government and of very high public importance because firing had taken place. So, I request that the routine business of the House be adjourned and the matter be taken up for discussion.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Minister Sahib.

Mr. Sartaj Aziz: Opposed.

Mr. Chairman: Would you like to say something more on it?

آپ نے ویسے تو تفصیل سے تو بات کر لی ہے۔ وزیر خزانہ صاحب۔

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, I think the newspaper report on the subject is exaggerated. The actual incident was not so serious. The background is that Customs has a check post at Kotal since 1967. It is at the beginning of Adam Khel where the tribal area begins. It is the boundary between the settled districts and the tribal area and since then they have been engaged in checking all kinds of smuggling including that of narcotics and general merchandise. In 1989 the Pakistan Narcotics Control Board also pitched their tents about 20 yeards from this plan. Now, since vehicles first pass through a customs check post, the Narcotics Control Board check post personnel thinks that whenever drugs are seized by the Customs they should have either share in it or get credit for it. When the Customs and the PNCB check they do not know what kind of things they will discover. So, there could have been one or two incidents So, this partcular case the Customs has seized a fairly substantial i.e., 3968 Kilograms of Charas and they tried to take away the merchandise or tried to take

credit for it, saying, this is our responsibility to check this .

So, now we have taken up the matter with the Narcotics Control Board and asked them that this check post should not be adjacent, it should be five miles away from there. So, the two organizations are examining this issue and threre was no firing at each otehr in this incident and there was a little argument between the two groups. So, therefore, this newspaper report regretted and this is a normal administrative issue of jurisdiction of the two organisations and I think we will be able to resolve it. This is not a subject fit for discussion.

جناب چیئرمین۔ جی جناب ڈاکٹر صاحب ۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب والا! ہمارے محترم وزیر سرتاج عزیز صاحب نے فرمایا۔ لیکن انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ نارکوٹکس کنٹرول اور کسٹم والوں کے ٹینٹ ساتھ ساتھ ہیں۔ تو اکثر اوقات لوگ آتے جاتے ہیں۔ سفر کرتے ہیں انہیں دونوں سے پریشانی ہوتی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے کہا اور میرے خیال میں وہ assurance دیں گے کہ یہ کچھ فاصلے پر ہونا چاہئیے۔ جناب صرف یہ نہیں ہے۔ انک چیک پوسٹ پر آپ نے جناب خود بھی ملاحظہ کیا ہو گا وہاں پر کئی ایجنسیوں کے ساتھ ساتھ ٹینٹ لگے ہوئے ہیں۔ ایک کے پاس سے آپ گزرتے ہیں۔ دوسرے پر آ جاتے ہیں۔ اس کا کچھ permanent علاج ہونا چاہیئے۔ آنے جانے والوں کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ مختلف ایجنسیاں ہیں اور سمجھ نہیں آتی کہ کس کے ہاتھ میں کیاpowers ہیں۔

سید مزمل شاہ ۔ جناب یہ مسئلہ بہت ہی important ہے اور اس سے لوگوں کو بہت زیادہ تکلیف ہے ۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے عرض کروں گا کہ میرے خیال میں یہ پورے ہاؤس کی خواہش ہو گی اور سارے اس process سے گزرے ہوں گے ۔ واقعی یہ لوگوں کے لیے انتہائی تکلیف کا باعث ہے ۔ اس کے لیے کوئی مستقل گورنمنٹ کو arrangement کرنی چاہیئے۔

جناب سرتاج عزیز۔ منسٹر صاحب سے ابھی میری بات ہوئی ہے وہ کہتے ہیں میں اس ایریا کا خود وزٹ کر کے اور اس کے لیے طریقہ کار ہونا چاہیئے کہ اس طرف ایک ایجنسی ہو وہ چیکنگ کرے ۔ باقی کیا وہ بار بار چیک کرتے ہیں ۔ جیساکہ وہ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں

share ملے تو یہ تو پھر ایجنسیاں آپس میں shares پر لڑتی رہیں گی اور بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال وہ کہہ رہے ہیں ناں کہ یہ معاملہ already زیرِغور ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ بالکل جی میں پھر اس کو پریس نہیں کرتا ہوں in the light of that Sir. متبادل چیک پوسٹ کی جگہ تلاش کر کے مسئلہ حل کریں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں جو آپ فرما رہے ہیں ناں کہ پانچ میل ادھر ہو تو اس کا مطلب ہے کہ پہلے پانچ میل ان سے چیکنگ کروائیں اور پانچ میل کے بعد ان سے چیکنگ کروائیں۔

جناب سرتاج عزیز۔ Generally تو ہمارا جو کسٹم چیک پوسٹ ہے وہ comprehensive ہے اور اس کے بعد separate narcotics control کے چیک کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن وہ selected checking اپنے طور پر اگر کرنا چاہیں تو وہ کر سکتے ہیں اور اس کے لیے منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ میں خود سوچوں گا کہ ضرورت ہے کہ نہیں ہے۔ اگر ضرورت ہے تو کس جگہ ہے۔

جناب چیئرمین۔ اب چونکہ علیحدہ منسٹری بن گئی ہے۔ تو وہ کہیں گے کہ بھئی ہماری کچھ کارروائی ہونی چاہیئے۔ تو منسٹر صاحب ہی کچھ کر سکتے ہیں اور اس قسم کے مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔

رانا چندر سنگھ۔ جناب عرض یہ ہے کہ یہ جو جگہ ہے میں نے ابھی افسروں سے پوچھا ہے۔ یہ پہاڑی کے اوپر ہے اور وہ جگہ جہاں یہ بسیں کھڑی ہوتی ہیں یا ان کے جو ٹینٹ ہیں وہاں ایک دو کوٹھیاں بنی ہوئی ہیں۔ وہ جگہ اس ہاؤس سے چھوٹی ہے۔ بہت کم ہے وہ جگہ بڑھ نہیں سکتی۔ اس لیے ۱۹۸۸ء سے پی این سی بی نے وہاں ایک اپنی پوسٹ لگائی ہوئی ہے۔ ریکارڈ میں نے دیکھا ہے اور یہاں سے منشیات آتی ہیں۔ پکڑی گئی ہیں۔ اور اب جس جگہ مجھے یہ علم ہو جائے یہاں سے منشیات آتی ہیں تو پھر اس جگہ اگر ہم پوسٹ نہ لگائیں تو پھر کوئی اور جگہ بھی ایسی نہیں جہاں پر یہ لگائیں۔ تو پوسٹ بہرحال وہاں رہے گی۔ لیکن یہ جو فائرنگ وغیرہ کی بات ہوئی ہے۔ کوئی firing نہیں ہوئی۔ ٹھو ٹھاں ہوتی رہتی ہے۔ آپس میں لوگ لڑتے رہتے

ہیں ۔ کبھی وہ کہتا ہے میں جھٹکا ماروں ۔ کبھی دوسرا کرتا ہے ۔ جگہ کم ہے جگہ بڑھانے کے لیے خزانہ کے وزیر ہیں تو اس کو اگر بڑھا دیں تو میں اپنی پوسٹ پیچھے کر دوں گا ۔ لیکن وہ جو پانچ میل کا ذکر ہے ۔ جناب وہاں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں دوسری پوسٹ نیچے ہو سکے ۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں وہ جو تکلیف ایک ہے وہ یہ ہے کہ پہلے چیکنگ کسٹم والے کرتے ہیں ۔ پھر تھوڑا آگے جاؤ تو نارکانکس والے کریں گے ۔

رانا چندر سنگھ ۔ آگے ہے ہی نہیں جناب ۔ وہی جگہ ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ اصولی بات کر رہے ہیں ناں ۔

رانا چندر سنگھ ۔ عرض یہ ہے کہ جگہ پیچھے آگے ہے ہی نہیں ۔ وہی جگہ ہے اب جس کا داؤ پہلے لگ جاتا ہے وہ پہلے اس بس میں گھس جاتا ہے اور وہ اترتے ہیں تو دوسرا پیچھے سے (گھس جاتا ہے) تو میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں اور میں تسلی دیتا ہوں ممبرز صاحبانؓ کو کہ مجھے موقع دیں میں خود جا کر دیکھوں گا اگر وقت نے اجازت دی تو میں دیکھوں گا کہ میں اس کا کیا کر سکتا ہوں اور میں اس کی رپورٹ فنانس منسٹر کو دے دوں گا ۔ شکریہ !

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے شکریہ ۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے ۔ یہ باتیں اپنی جگہ بڑی اچھی ہیں ۔ منسٹر صاحب نے کہا کہ وہ خود وزٹ کریں گے ۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ برطانوی سامراجی باقیات کب تک رہیں گی کہ یہ علاقہ غیر ہے اور یہ ناغیر ہے اور ادہر چیک پوسٹ اور ادہر چیک پوسٹ ۔ چیک پوسٹ تو صرف سرحدات پر ہوتی ہیں customs barriers ہوتے ہیں ۔ اکثر پاکستان سے افغانستان چائنہ' بھارت یا دوسرے جو سمندر کے راستے ہیں مگر یہ اپنے ملک کے اندر states within the states یہ کب تک قائم رہیں گے ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ تو علیحدہ مسئلہ ہے ۔ جی جناب عبداللہ صاحب ۔

سید عبداللہ شاہ ۔ وزیر صاحب نے فرمایا کہ وہ دیکھتے ہیں کہ میرا داؤ لگ جائے ۔ اس کا داؤ (لگ جانے) کون سے داو کی بات کر رہے ہیں ۔ ?I would like to know

Mr. Chairman: So, it is not pressed in the light of the statement of

the honourable Minister.

جی جناب بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ منسٹر صاحب سے میں عرض کروں گا کہ یہ کسٹم پوسٹ جو ہے وہ الگ چیز ہے۔ لیکن یہ کسٹم سٹاف جو ہے پشاور سے چل کر پنڈی تک پہنچتے پہنچتے تین دفعہ (گاڑی) رکوا کر تلاشی لیتے ہیں۔ یہ کون سا کسٹم ہے۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال یہ مسئلہ چلے گا

Next Iqbal Haider Sahib, but he is absent, then Faseih Iqbal Sahib, he is also not here

تو ان کی request آئی ہے ہوئی ہے۔

so this is being deferred.

Nex is No.8, Professor Khurshid Sahib.

(iii) Re: Reported Deployment of Indian Troops in Kashmir.

Professor Khurshid Ahmad: Mr. Chairaman, I seek the leave of the House to mvoe the following adjournment motion. :

It has been reported in the press that India is deploying two more divisions in addition to its nearly half a million troops in Kashmire. This is a bid to kill the Kashmiri peples' movement for their right to self-determination and a mass-scale breach of human rights of the Kashmiris.

This is a matter of serious national concern and I seek the leave of the House to move that this important issue be discussed by suspending the normal business of the House.

جناب چیئرمین۔ وزیرمملکت امور خارجہ نے request کی ہے وہ غالباً نیشنل اسمبلی میں مصروف ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ ابھی تھے ناں جی، تھوڑی دیر پہلے۔

جناب چیئرمین۔ تھوڑی دیر بعد لے لیا جائے۔ ٹھیک ہے۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جی بہتر۔

جناب چیئرمین۔ کیا اسد الرحمان صاحب آپ ان کے behalf پر take up کر سکیں گے۔ اچھا۔ تو یہ دونوں جو ہیں انہی سے متعلقہ ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جی ہاں۔

جناب چیئرمین۔ نمبر ۸ اور ۹۔ آپ یہ لے لیں گے اسد صاحب۔

سید غوث علی شاہ۔ نمبر۹ کو میں نے ذیل کیا ہے نیشنل اسمبلی میں اور یہی گزارش یہاں بھی کی ہے under Rule 75(d) کہ اگر وہ matter نیشنل اسمبلی میں discuss ہو جائے۔

جناب چیئرمین۔ چلیں وہ ۹ لے آئیں۔ Let us take up 9 پھر آپ کی سٹیٹمنٹ لیتے ہیں۔ جی جناب ۹ پڑھ دیں۔ یہ تو ڈیفنس کے بارے میں ہے۔

(iv) Re: Alleged Stationing Of Missiles Along The Border By Indian

Prof. Khurshid Ahmed: The daily Muslim of 23rd May, 1993 has published a report which appeared in the Hindustan Time Delhi on Saturday, May 22nd that the Indian Army has recently stationed surface to surface missiles along the border with Pakistan. The report further says that these missiles would be able to reach the Pakistani cities of Sialkot, Gujranwala, Lahore and Faisalabad. The domestically developed Prithivi missile are understood to have arange of 250 kilometer and can target with maximum accuracy upto 100 kilometer. This is a matter of serious national concern. I, therefore, seek leave of the House to move that the normal business of the House be suspended to discuss the above issue.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Syed Ghaus Ali Shah: Yes Mr. Chairman, actually the position is

کہ یہ قومی اسمبلی میں---

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد ۔ یہ تو جی بعد کا مسئلہ ہے ۔ پہلے صرف یہ پوچھا جائے گا کہ یہ اپوز کر رہے ہیں یا نہیں ۔

جناب چیئرمین۔ Oppose کر رہے ہیں جی ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ میں پہلے بات کر لوں گا پھر وہ دلائل دیں گے ۔

سید غوث علی شاہ۔ وہ میں نے عرض کیا ہے کہ میں oppose کر رہا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ ذرا مختصراً آپ admissibility پر بات کریں ۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جی ہاں میں admissibility پر بات کر لوں اس کے بعد پھر۔

Syed Ghaus Ali Shah: I will again point out on admissibility......

جناب چیئرمین۔ میں اس پر آتا ہوں جی ان کی بات سن لیں کہ کہتے کیا ہیں؟

پروفیسر خورشید احمد ۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ جناب چیئرمین ! میری یہ دو التواء کی تحریکیں دو نہایت ہی اہم قومی مسائل کے بارے میں ہیں ۔ سب سے پہلا مسئلہ کشمیر کا مسئلہ ہے جہاں آپ کو علم ہے کہ کشمیر کے مسلمانوں نے کبھی بھی ہندوستان کے تسلط کو تسلیم نہیں کیا ۔ لیکن گزشتہ چار سال سے وہاں پر ایک قومی تحریک چل رہی ہے ۔ جسے ہندوستان محض تشدد اور قوت کے ذریعے سے ختم کرنے پر تلا ہوا ہے ۔ جناب والا ! کشمیر کی وادی کی پوزیشن یہ ہے کہ چالیس پینتالیس لاکھ کی آبادی پر اس وقت پانچ لاکھ ہندوستان کی فوج بارڈر فورس یعنی ہر دس آدمیوں (بوڑھے، جوان ، مرد، عورت، بچے) پر ایک فوجی وہاں موجود ہے لیکن تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ دو ڈویژن مزید وہاں پہنچا دی گئی اور اس کے علاوہ ایک پرائیویٹ آرمی بی جے پی کو بڑھانے کا موقع دیا جا رہا ہے ۔ یہ صورت حال پاکستان کے لیے ہر اعتبار سے سنجیدگی سے غور و فکر کا تقاضا کرتی ہے ۔ کشمیر کا مسئلہ کوئی بیرونی اور دور کے ممالک کا مسئلہ نہیں ہے ۔ یہ پاکستان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے ۔ یہ disputed territory ہے وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے بارے میں پاکستان اور ہندوستان دونوں برابر کے حصہ دار ہیں وہاں کے معاملات کے بارے

میں اور جب تک وہاں کے معاملات طے نہیں ہو جاتے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو پورے طور پر ادا کریں ۔ جس کا دعویٰ ہم نے کشمیری قوم کے ساتھ کیا ہے ۔ پاکستانی قوم سے کیا ہے ۔ اقوام متحدہ میں کیا ہے ۔ یہ ایک جوہری فرق ہے جو واضح ہو رہا ہے ۔ محض ایسا نہیں ہے کہ ماضی میں بھی ہوتے رہے ہیں human rights violations ماضی میں بھی ہوئی ہیں بلا شبہ ۔ لیکن اس وقت جو صورتحال ہے یہ بالکل جوہری فرق ہمارے سامنے لاتی ہے ۔ ہندوستان دو گورنرز کو withdraw کرنے کے بعد اب ایک تیسرا گورنر لایا ہے اور اس مینڈیٹ کے ساتھ لایا گیا ہے کہ سردیوں سے پہلے پہلے جبر اور تشدد کے ذریعے سے اس تحریک کو ختم کر دیا جائے ۔ پچھلے ایک سال کے اندر تقریباً بارہ ہزار افراد شہید ہوئے ہیں ۔ اب تک تقریبا تیس بتیس ہزار افراد شہید ہو چکے ہیں ان چار سال کے اندر ۔ gange rapes دیہات کو جلانا، شہروں کو جلانا، بستیوں کو جلانا، ایک ایک سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو مکانات جلائے گئے ہیں ، دکانیں جلائی گئی ہیں ، انسانوں کو جلایا گیا ہے ۔ اس کے اوپر ساری دنیا میں احتجاج ہو رہا ہے اور ہندوستان نے جو فوجی طاقت ابھی وہاں بڑھائی ہے وہ صرف ان مظالم کے لیے نہیں ہے بلکہ وہ پاکستان کو بھی threat کر رہا ہے، پاکستان کو بھی pressurise کر رہا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ ابھی تو آپ admissibility پر بات کریں ناں ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ جی ! سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اتنی اہمیت کا مسئلہ ہے اور محض یہ کہنا کہ اس کے اوپر پہلے ہم نے بات کر لی ہے relevant نہیں ۔

جناب چیئرمین۔ وہ تو کہیں گے ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ وہ تو جو کہیں گے، وہ کہیں گے ۔ میں پہلے کہہ دیتا ہوں کہ یہ ایک جوہری فرق ہے جو نئی ڈویلپمنٹ ہے میں نئی ڈویلپمنٹ کی بات کر رہا ہوں ۔ میں پرانی بات نہیں کر رہا ہوں ۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس مسئلے کے اوپر یہاں گفتگو کی جائے ۔ دوسرا مسئلہ میں نے ہندوستان میں جو پرتھوی میزائلز پاکستان کے بارڈر پر لگائے ہیں اس پر میں نے توجہ مبذول کروانے کی کوشش کی ہے اس ایوان کی حکومت کی اور قوم کی ۔ پوزیشن یہ ہے کہ پرتھوی میزائل کی پہنچ اڑھائی سو کلومیٹر ہے اور جس جگہ انہوں نے اس وقت لگائے ہیں اس سے آدھا پاکستان directly اس کی زد کے اندر آ رہا ہے اور ہمارے پاس کوئی پیٹریاٹ

میزائل نہیں ہیں کہ ہم اس کے threat کو آسانی سے روک سکیں ۔ پھر اس adjournment motion دینے کے بعد جو رپورٹس مغربی پریس میں آئی ہیں وہ یہ ہیں کہ بالکل اسی انداز میں راجستھان کے بارڈر پر بھی میزائلز لگائے گئے ہیں ۔ فوج کا deployment ہوا ہے اور اس حد تک ہوا ہے کہ اس کے نتیجے میں سمگلنگ رکی ۔ یہ تمام چیزیں انگلستان کے اخبارات کے اندر پچھلے چند دنوں کے اندر آئی ہیں ۔

جناب والا! یہ threat چاہے کشمیر سے ہو، راجستھان سے ہو یا پنجاب کے علاقوں سے ہو ۔ پاکستان کے وجود (کے لیے threat ہے) اور یہ ایک ایسے حالات میں جبکہ ہم چار مہینے سے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچ رہے ہیں ایک دوسرے کو بدنام کر رہے ہیں اور ملک کا پورا نظام درہم برہم ہے ۔ نہ معیشت کام کر رہی ہے اور نہ سیاسی نظام چل رہا ہے ۔ ایک دوسرے کے خلاف ہم کوششیں صرف کر رہے ہیں ۔ جبکہ ان تمام پہلوؤں سے جناب والا! میں اس کو بالکل تازہ latest اور پاکستان کے لیے menacing سمجھتا ہوں اور میری نگاہ میں اس ایوان کا فرض ہے کہ فوری طور پر اس مسئلے پر گفتگو کرے ، بحث کرے تاکہ قوم بھی بیدار ہو اور حکومت بھی خواب غفلت سے بیدار ہو اور یہ آپس کے اپنے تنازعات اور لڑائی جس میں engaged ہے اس سے نکلیں اور ملک کے دفاع، کشمیر کے مسئلے کو face کرنا اور ہندوستان جو threat ہمیں کر رہا ہے اس کا مقابلہ ہم کر سکیں ۔ اس کی طرف متوجہ ہوں ۔ یہ ہے ہمارا بڑا مسئلہ ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی' وزیر دفاع ان کا جواب ---

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ آفر کرے کہ ہم اسے زیر بحث لائیں اس ہاؤس میں ۔ یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے ۔ اس کو کسی طرح سے بھی lightly لینا مناسب بات نہیں ہو گی ۔ یہ قوم کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے ۔

سید غوث علی شاہ۔ جناب چیئرمین ! دراصل پروفیسر صاحب کے جو خیالات ہیں اس پر تو کوئی second opinion نہیں ہو سکتا کیونکہ قواعد اور ضوابط کے مطابق ہمیں کام چلانا ہے تو مجھے تین باتیں اس پر کہنی ہیں ۔ پہلی یہ کہ یہ خبر انڈیا کی طرف سے ایک قسم کی تشویش پھیلانے کے لیے نیو دہلی کے حوالے سے مسلم میں چھپی تھی ۲۴ مئی ۱۹۹۲ء اور اس پر نیشنل اسمبلی میں Call Attention Notice کے لیے چار ایم این اے صاحبان نے وہ دیا تھا میں نے

اس پر statement دی تھی ۔ دراصل اس نیوز آئیٹم کو اگر آپ پڑھیں گے تو بات صرف انہوں نے اس طرح سے کی ہے کہ ہم کہیں نہ کہیں سے کہ یہ جو Chinese M-11 missile کی بات ہے کہیں اس کی طرف بات کریں ۔ دراصل نہ کوئی پرتھوی میزائل میں ایسی جان ہے ، نہ وہ ابھی اس مرحلے سے نکلا ہے کہ field ہو سکے ۔ اسے فیلڈ ہونے میں بھی کم از کم ۹۴، ۹۵، تک انہیں wait کرنا پڑے گا ۔ نہ اس کا کوئی میرٹ ہے اور ہو سکتا ہے prototype ایسے انہوں نے لگا دیئے ہوں ۔ لیکن ان میں ایک ان کا نشانہ صحیح نہیں گیا ہے ۔ لیکن یہ merits علیحدہ ہے ۔ لیکن اصل مقصد یہ ہے کہ وہ ہمیں involve کرنا چاہتے ہیں ۔ ویسے ہم اپنے defence پر conscious ہیں ۔ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے تو جہاں جہاں وہ ابھرتے ہیں وہاں وہاں ہمارے پاس جوابات ہیں لیکن یہ خاص طور پر نیوز آئیٹم feed کرایا گیا ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے ہم یہ بات کریں کہ جو ہمارے سلسلے میں Chinese M-11 missiles کے سلسلے میں گفتگو پھیلی ہوئی ہے یا چل رہی ہے ۔ اس لیے میں نہیں چاہتا ہوں کہ اس کو ہم لمبا کریں ۔ قاعدے قانون کی رو سے بھی I referred to Rule 75 (d)

جناب چیئرمین۔ نیشنل اسمبلی اس پر بحث ہوئی تھی۔

سید غوث علیؔ شاہ۔ اس پر Call Attention Notice آیا تھا۔

I made the statement and the matter was over. But the matter was discussed to this extend .... it was.... as soon as the call attention notice was called I apprised the House of the position that I am prepared to apprise here also.

جناب چیئرمین۔ وہی کہہ دیں ۔

Syed Ghous Ali Shah: Because this is affected by Rule 75(d).

جنابَ چیئرمین۔ لیکن ذرا House کے knowledge کے لیے بھی کہ جو آپ نے وہاں بات کی تھی ۔ ذرا وہی دہرا دیں ۔

Syed Ghous Ali Shah: A moiton shall not be admissible unless it satisfies the following conditions, namely (a), (b), (c) (d):-

"Rule 75(d) says; a motion shall not revive discussion on a matter

including discussion on the admissibility of an adjournment motion which has been discussed in the Senate or in the National Assembly within the last four months.

تو ۸ جون ۹۳ء کو یہ وہاں آیا تھا اور یہ statement میں نے دی تھی جو میں آپ کو عرض کر رہا ہوں تو اس (پر بحث) کرنے سے حالات میں کوئی اچھائی نہیں آئے گی۔

I want to make the statement that we are conscious and by the grace of God the defence is in safe hands and we have alternatives and we will be able to meet if any mischief starts like this but as far as the Prithivi is concerned, it is not in that position.

Mr. Chairman: Thank you.

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب چیرمین

جناب چیئرمین۔ ایک منٹ جناب ۔ پروفیسر صاحب یہ بنیادی طور انہوں نے یہ assurance دی ہے۔

that the government is conscious of its responsibilities and we have take notice of and will take all measures for the defence of the country.

جو technical بات یہ کر رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ معاملہ already discussed ہو چکا ہے۔ تو اس کا ذرا خیال رکھیں۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ مجھے موقع دیں تو میں تھوڑا سا اظہار خیال کروں ۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ مجھے اس پر افسوس ہوا کہ شاہ صاحب ہمارے بڑے ہی عزیز ساتھیوں میں سے ہیں اور ہمیشہ انہوں نے محدود قانونی سہاروں کے بجائے جو substantive issues ہیں ان پر کھل کر بات کرنے کی کوشش کی ہے ۔ لیکن آج اس کے برعکس ان چیزوں کا سہارا لے رہے ہیں مجھے اس پر افسوس ہوا ہے اور خاص طور پر بہرہ ور سعید صاحب کے تائیدی بیان کے بعد بھی ان کا ایوان کو یہ موقع نہ دینا ذرا مجھے اس سے تکلیف ہوئی ہے۔

دوسری بات جناب والا! یہ ہے کہ ہماری روایت یہ بھی رہی ہے کہ ایسے مواقع پر اگر

وزیر صاحب اصل مسئلے کے بارے میں ایک بیان دے دیں تو پھر ہم اس کو آگے نہیں بڑھایا کرتے ہیں اور یہ ہماری ہی نہیں ساری دنیا کی پارلمانی روایت کا حصہ ہے ۔ انہوں نے یہ راستہ بھی اختیار نہیں کیا ۔ بلکہ انہوں نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ ایک ٹیکنیکل سہارا لیا ہے کہ (75(D کے تحت جاتا ہے ۔ لیکن جناب والا! میرا جو قانونی جواب ہے وہ یہ ہے کہ جہاں تک میرا مطالعہ ہے (75(D یہاں پر بھی اور اس کے مطابق رولز آ بزنس نیشنل اسمبلی کے مطابق بھی ان کا تعلق ایڈجرمنٹ موشن سے ہے ' کسی اور مسئلے سے نہیں ۔ اس لیے کہ اگر فرض کر لیجئے کہ وزیر کی تقریر میں جنرل ڈیبیٹ کا مسئلہ آ جائے تو اس کی بنا پر پھر تحریک التواء اٹھانا اس کی نفی نہیں ہوتی ۔ اس پر کسی اور ذریعے سے مثال کے طور پر اس کے بعد ایڈجرمنٹ موشن کی نفی نہیں ہوتی یہ صرف نفی کرنا ہے اس بات کی کہ اگر ایک چیز بحیثیت ایڈجرمنٹ موشن کے قومی اسمبلی میں یا سینیٹ میں آ گئی ہے تو پھر اس میں revive ہے ۔ اس طرز پر ورنہ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ seldom صورت حال ہو گی کہ اگر کشمیر کا ذکر کسی کی بھی تقریر میں آ گیا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ چار مہینے تک نہ یہاں اور نہ وہاں بات ہو سکتی ہے ۔ تو اس لیے یہ specific ہے ایڈجرمنٹ موشن کے ذریعے ' چونکہ وہاں توجہ دلاو نوٹس کے ذریعے آیا ہے ۔ ایڈجرمنٹ موشن کے ذریعے نہیں آیا ۔ اس لیے وہ relevant نہیں ہے ۔ میری تحریک التواع کے ذریعے ' اگر میرا توجہ دلاو نوٹس ہوتا تو جب بھی relevant نہ ہوتی اس لیے توجہ دلاو نوٹس پر کوئی بار نہیں ۔ جس زمانے میں یہ rules بنے تھے اس وقت توجہ دلاو نوٹس نہیں ہوتا تھا ۔ یہ ہم نے بعد میں بنائے ہیں پہلے سینیٹ اور پھر اسمبلی نے اپنایا ہے تو اس لیے توجہ دلاو نوٹس کے بارے میں جو ہے اس پر یہ چیز عائد نہیں ہوتی یہ میرا خالص قانونی جواز ہے ۔

سید غوث علی شاہ۔ جناب چئرمین! مجھے خود بھی اس چیز کا احساس ہو رہا ہے کہ پروفیسر صاحب کا افسوس کرنا ایک معنی رکھتا ہے ۔ لیکن چونکہ سارا کام قاعدے قانون سے چلتا ہے اور پھر آپ اور پورا ہاؤس اس چیز سے واقف ہے کہ ہندوستان اور ہمارے تعلقات کس طرح کے ہیں اور یہ جو بحث ہے دراصل ان کی منشا ہی یہ ہے کہ پاکستان میں اس پر گفتگو ہو ۔ اور اس چیز کا ان کو کوئی نہ کوئی اتہ پتہ چلے کہ how we are beating it اور یہ نیوز ہی اس لیے یہاں نئی دہلی کے حوالے سے ہے ' یہاں کے حوالے سے نہیں ہے ۔ یہ سارا جو کھیل ہے ان کا' وہ اسی طرح کا ہے میں دفاعی نقطہ نگاہ سے اس پر نہیں سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث ملک کے مفاد

میں ہے - I am again making a statement کہ پرتھوی میزائل کا جو سلسلہ ہے وہ ابھی تک اپنے test کے مرحلے پر ہے اور اس کا نشانہ کسی بلکہ نہیں پہنچا ہے اور پھر اگر یہ تیار بھی ہوئی تو this will be late, either in 1994 or 1995 لیکن اس سے پہلے as soon as they have started making it we will have tried to meet it .... I will make it. انشاء اللہ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں ہو جو ٹیکنیکل بات کر رہے ہیں کہ 75(D) کا رول صرف اپلائی کرتا ہے - ایڈجرنمنٹ discuss ہوا ہو ۔

سید غوث علی شاہ۔ نفس مضمون وہی ہے - وہی نیوز آئیٹم ہے جس پر توجہ دلاو نوٹس قومی اسمبلی میں آیا - جس پر گفتگو ہوئی وہی چیز یہاں پر آئی ہے - کوئی نئی خبر نہیں ہے - وہی وہاں اور وہی یہاں خبر آئی ہے - مجھے بہت خوشی ہو گی - مجھے احساس ہے کہ پروفیسر خورشید اور ہمارے اراکین پارلیمنٹ کتنے interested ہیں کہ ہمارے ملک کا جو دفاع ہے وہ مضبوط رہے اور I am grateful to them کہ ان کی ہمت اور خواہش سے ملک کا دفاع مضبوط رہے گا - لیکن کچھ issues پر ایسی چیزیں آ جاتی ہیں - اس لیے میں گزارش کر رہا ہوں ورنہ ان کے جو خیالات ہیں مجھے قدر ہے اور مجھے یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مجھے ایسی پوزیشن اختیار کرنی پڑی ہے جس سے ان کو افسوس ہو رہا ہے اور میں کبھی بھی نہیں چاہوں گا کہ میرے کسی لفظ یا stand سے پروفیسر خورشید جیسے معزز رکن کو کوئی افسوس ہو - شکریہ -

جناب چیئرمین۔ جی عبداللہ شاہ صاحب

Syed Abdullah Shah: Mr. Chairman Sir, first of all I would say that Shah Sahib has just said that I have already taken the floor. Sir, the floor is to be given by you not that he can take the floor. Because I have tried to call your attention much earleir. Sir, I support the arguments of Prof. Khurshid that this rule does not apply to this adjournment motion. You kindly read the rule properly. As you very well said that if a matter was discussed by way of an adjournment motion in the National Assembly it could be said that discussion cannot be revived here under this rule. This was simply a call attention notice

and Sir, I submit this is a very importar. matter and we should be permitted to discuss this issue in this House. Secondly, I have failed to understand the rationale of this rule that a matter which has been discussed in the National Assembly cannot be discussed here.

جناب چیئرمین - یہ تو کلیئر ہے ناں کہ معاملہ discuss ہو گیا - گورنمنٹ کی پوزیشن بھی آ گئی - ممبروں کی بھی آ گئی - پریس میں بھی آ گیا تو duplication کیوں کی جائے۔

Syed Abdullah Shah: Sir, the Government's position might have come but there could be the views of Senators also. We ar also the members of Parliament and why this could not be ....

جناب چیئرمین - نہیں پارلیمنٹ تو ساری ہے ناں - قومی اسمبلی بھی ہے - سینیٹ بھی ہے۔

Syed Abdullah Shah: Sir, but we did not take part in those discussions.

Mr. Chairman: The objective is to avoid duplication.

Syed Abdullah Shah: Sir, if the matter was discussed in the joint sitting then it cannot be revived in the Senate. But this was discussed by way of a call attention notice in the National Assembly and I think we shold be permitted to discuss. Secondly Sir, we have been suspending rules for various reasons and I request you that if this rule is coming in the way of discussion the House may request the Chair to suspend the rules and allow full discussion on this very important issue. This is my submission.

پروفیسر خورشید احمد - جناب چیئرمین! اس پورے سیکشن میں اگر آپ رول ۷۳ اور ۷۵

اور ۴۷ کو ساتھ ملا کر پڑہیں تو یہ بات بہت discussion ہے کہ یہ ایڈجرنمنٹ موشن ہے اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ توجہ دلاو نوٹس میں discussion نہیں ہو سکتا ہے ۔ ایک شخص متوجہ کرتا ہے اور منسٹر جواب دے دیتا ہے ۔ جب تحریک التواء accept ہو جائے تو دو گھنٹے کا discussion ہو جاتا ہے ۔

دوسری بات یہ کہنا کہ پرتھوی جو ہے وہ ابھی operational نہیں ہے ۔ خدا کرے ایسا ہو لیکن اس معاملے میں صرف ہندوستان کے اخبارات نہیں بلکہ ہندوستان اور امریکہ کے اخبارات بھی اور میں اس کا حوالہ دوں گا جب آپ اس پر بحث کی اجازت دیں گے ۔ اس بات کو کہہ رہے ہیں کہ یہ میزائل لگائے گئے ہیں ۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ نہیں ہیں ۔ تیسری بات کہ وہ چائنا پاکستان کے تعاون کو لے آئے ۔ حالانکہ اس کا کوئی ذکر نہ اس خبر میں ہے نہ میری موشن کے اندر ہے اور نہ ڈسکشن میں اس کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے اور پھر جو جوہری بات انہوں نے کہی کہ ایک طرف ہندوستان یہ کر رہا ہے اور دوسری طرف پاکستان، یہ حکومت اور اس کے تمام ادارے ' گورنمنٹ اپوزیشن پریذیڈینسی ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے اور بال نوچنے میں لگے ہوئے ہیں ۔ یہ totally imprepared situation ہے اس لیے سینیٹ کا فرض ہے کہ وہ قوم کو بھی بیدار کرے اور متوجہ کرے اور حکومت کو بھی متوجہ کرے ۔ اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ اس خاص وقت میں ان developments کا نوٹس لیا جانا بے حد ضروری ہے ۔

Mr. Chairman: So, after listening to the honourable members I am of the view that Rule 75(d) comes into play if the matter has been discussed. Now discussion means that there is argument by the Government and the members and this discussion could be on an adjournment motion or in some other way. But I also agree with the honourable Senator that on a call attention notice discussion does not take place. The matter is raised by an honourable member and the reply is given by the Minister and that is why the matter comes to an end. So, there is no discussion. Discussion means the participation of the members and various views are put forward. However, I do agree with the honourable Minister for Defence when he says that he will like this matter to be discussed because it

has some defence implications--- The more appropriate forum would be to take it up in the Committee so that the honourable Minister can freely brief the members on teh position which arises out of the deployment of more divisions.

Syed Ghous Ali Shah: I will be very happy if any time we can arrange a briefing for the members. Thank you , Sir.

Mr. Chairman: So, this may be discussed in the Committee. Dr. Bisharat Elahi Sahib.

Dr. Bisharat Elahi: Thank you Mr. Chairman, Sir. I thought I was in the National Assembly. Because over there one is not given an opportunity to speak.

Mr. Chairman: No. Please see this is an adjournment motion and it does not carry general debate.

Dr. Bisharat Elahi: But Sir, are the parliamentarians entitled to know about these things or are they not entitled to know about these things?

جناب چیئرمین - نہیں اسی لیے میں نے کہا ہے ناں کہ اس کو کمیٹی میں discuss کرلیں گے۔

ڈاکٹر بشارت الہی۔ اگر یہ کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی میں discuss کرلیں

Why can't we have an incamera session. Let everybody know.

جناب چیئرمین - نہیں -

ڈاکٹر بشارت الہی۔ کمیٹی میں بھی آپ کے آٹھ دس آدمی ہوں گے وہ بات سنیں گے What about the others?

Syed Ghous Ali Shah: I think after the decision announced by the

Chairman, it does not require ...

Dr. Bisharat Elahi: I am not addressing you Shah Sahib, I am talking to the Chairman, and I would like to Chairman to kindly entertain this.

جناب چیئرمین ۔ اس کو مناسب بھی یہی ہو گا ۔

As I have already pointed out that this matter is discussed in the Committee and whichever honourable member who is not a member of that committee he wants to attend that briefing he should be invited to do so.

Dr. Bisharat Elahi: It should be circulated then.

Mr. Chairman: Abdullah Shah Sahib.

(interruptions)

Syed Abbas Shah: Sir, all the members should be taken into confidence.

Mr. Chairman: Sir, all the members should be taken into confidence.

Mr. Chairman: Then all the members can be invited.

Syed Abbas Shah: Sir, in the Committee it can be requested that camera session can be held.

Mr. Chairman: No, no. I think have a camera sesssion of the Committee and let any member who wants to attend, attend that meeting. I think that would be more appropriate.

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نے عرض کیا تھا جناب اس سلسلے میں۔

جناب چیئرمین ۔ جی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ گورنمنٹ کے ہم پارٹ تو ہیں ناں part and parcel ہیں۔We are

اپنا بجٹ خوشی سے major ہم entitled to this that we should know much about defence.
willingly خرچ کرتے ہیں اس لیے نہیں کہ ہمیں فتح کیا جائے اس لیے کہ ہمارے فرنٹیئر کو اچھی طرح
سے defend کیا جائے ۔ We are entitled and we claim that we should know everything
about our defence. اور اگر کوئی وزیر صاحب اس کا shelter لیتے ہیں کہ نہیں اس میں سے کوئی leak
out ہو جائے گا ۔ Then we are not that irresponsible.

جناب چیئرمین ۔ٹھیک ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ جناب چیئرمین ۔

Mr. Chairman: I think we should conclude on this.

پروفیسر خورشید احمد ۔ میں آپ کی رولنگ کا پورا پورا احترام کرتا ہوں ۔ آپ کو پتہ ہے میرا رویہ، میں کبھی چیلنج نہیں کرتا اور جیسے آپ نے کہا ویسے ہی کریں گے ۔ لیکن صرف دو باتیں میں کہنا چاہتا ہوں ۔ پہلی بات یہ کہ اگر ڈیفنس کے معاملات پارلیمنٹ میں discuss نہیں ہوتے تو یہ دراصل پارلیمنٹ کی توہین ہے اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ برٹش پارلیمنٹ میں جنگ کے دوران ہر روز پوری رپورٹ آتی تھی ہر چیز discuss ہوتی تھی اور اس کو کبھی بھی سیکورٹی کے خلاف نہیں سمجھا گیا ۔

جناب چیئرمین۔ پروفیسر صاحب بات یہ ہوتی ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محترم شاہ صاحب نے جو بات کہی ہے اس کے بارے میں کہ secret ہے اور باہر آ جائے گا وغیرہ وغیرہ ۔ تو ایک شعر میں میر کا پڑھ دیتا ہوں ۔

جناب چیئرمین ۔ فرمائیے ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔

پتہ پتہ بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

جناب چیئرمین ۔ جانے نہ جانے غوث(منسٹر ڈیفنس) نہ جانے باغ تو --- یہ بڑی اچھی

-Next Adjournment Motion No.8, Prof. Khurshid Ahmed.- تھی improvement

Prof. Khurshid Ahmed: Sir, I have already taken the both.

جناب چیئرمین۔ جی یہ ہو ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ Club کر لی تھی دونوں۔

جناب چیئرمین۔ جی

پروفیسر خورشید احمد ۔ دونوں Club کر لی تھیں ہم نے 8 اور ۔

جناب چیئرمین۔ تو Club ہو گئے جی؟

پروفیسر خورشید احمد ۔ جی ہاں ۔

جناب چیئرمین۔ یہ آپ کا بھی کہتے ہیں ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ لیکن اگر وزیر صاحب اس پہ بات کرنا چاہیں تو

I am very grateful.

Mr. Chairman: But that pertains to the Ministry of Foreign Affairs.

پروفیسر خورشید احمد ۔ تو پھر ٹھیک ہے میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں جی ۔ Thank you very much. یہ آ گئے ناں آپ ۔

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے جناب ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔

It has been reported in the Press that India is deploying two more divisions in addition to its nearly half a million troops in Kashmir. This is a bid to kill the Kashmiri people's movement for their right of self-determination and mass scale violation of human rights of the Kashmiris. This is a matter of serious national conceern and I seek the leave of the House to move that this important issue be discussed by suspending the normal business of the House.

جناب چیئرمین۔ جی جناب وزیر مملکت برائے امور خارجہ۔

Mr. Mohammad Siddique Khan Kanju: Thank you. Mr. Chairman. I am very thankful to the honourable Senator Prof. Khurshid Ahmed who has really pointed out something very important concerning this very important issue and I would welcome a debate in this House. In fact I always look to this august House for guidance and directions and there I think during the discussion I will apprise the House of the latest position.

It is only that I would request since we are having this special meeting of the OIC tomorrow and day after tomorrow, any time after these two days, after 13, I think Sir, it would be a welcome thing and I am very thankful again through you Mr. Chairman, to the honourable Senator.

Mr. Chairman: Since it is not being opposed, I will admit this and we will have a two hour discussion on this question after these two days.

Prof. Khurshid Ahmed: Thank you.

جناب چیئرمین۔ جی جناب حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد ۔ تو جناب اس موضوع پہ میں نے بھی adjournment motion دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ---

جناب چیئرمین۔ اسی کشمیر کے سلسلے میں۔

حافظ حسین احمد ۔ جی ہاں۔

جناب چیئرمین۔ تو وہ بھی club کر کے اس کے ساتھ ہی admit کر کے ایک ساتھ ہی لے لیں گے۔

حافظ حسین احمد ۔ میں گزارش کروں کہ اگر آپ سیکرٹری صاحب اور سیکرٹریٹ کو ہدایات جاری کریں کہ وہ خود ذرا دیکھ لیں کہ اگر ایک موضوع کے تمام adjournment motions

ہیں تو ان کو ایک ساتھ رکھ کر دیں ۔

جناب چیئرمین۔ دیکھ لیں جی کوئی ان کے اسی موضوع کے ہیں تو وہ بھی ساتھ لیں آئیں ۔ So, that brings us to the end of the adjournment motions.

جناب چیئرمین۔ جی جناب ۔

چوہدری امیر حسین۔ مجھے ایک گزارش کرنا ہے کہ ۔

جناب چیئرمین۔ فرمائیے ۔

چوہدری امیر حسین ۔ میری تجویز ہے کہ سینیٹ کی ایک سپیشل کمیٹی بنائی جائے جو کہ آئین میں اگر کسی ترمیم کی ضرورت ہے یا کوئی irritants ہیں تو ان کو remove کرنے کے لیے میں نے sense of the House اپنے دوستوں سے مشورہ کیا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ جی پڑھ دیں ۔ پڑھ دیں ۔

Ch. Amir Hussain: Mr. Chairman Sir, I seek the leave of the House to move that a special committee of the Senate be constituted to examine differed provisions of the Constitution and make recommendations for the amendments in the Constitution with a viw to further strengthen the Islamic and democratic provisions and suggest removeal of those irritants and difficulties which have affected the smooth working of democratic process and healthy and effective administration in the country. The Chairman is authorised to nominate the members of the Committee in consultation with the political parties and groups in the Senate. Thank you

جناب چیئرمین۔ جی پروفیسر خورشید احمد

Prof. Khurshid Ahmed: National Assembly is already seized of the issue

اور میرا خیال یہ ہے کہ سینیٹ must play a very important role in this respect.

جناب چیئرمین۔ میں پڑھ دیتا ہوں جی تاکہ اس ریزولیوشن کو

The resolution has been moved by the Minister of Parliamentary Affairs to the following effect:-

that a special committee of the Senate be constituted to examine different provisions of the Constitution and make recommendations for amendments in the Constitution with a view to further strengthen the Islamic and democratic provisions and suggest removal of those irritants and difficulties which have affected the smooth working of the democratic process and healthy and effective administration in the country. The Chairman be authorised to nominate the members of the committee in consultation with the leaders of different groups and political parties in the House.

(The motion was carried.)

Mr. Bashir Ahmed Matta: Sir, since this is a formal resolution, if we just keep it open with a view to amending the Constitution, it would be all right, but if we qualify it, for instance, if we say - to strengthen the Islamic provisions and the provisions with regard to democracy, then I would like to add that the principle of federation, which is given in the Constitution, that may also be included as well as the fundamental rights mentioned in the Constitution.

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ بھی تو ایک قسم کی general بات ہے۔

Islamic and democratic.

Mr. Bashir Ahmed Matta: Sir, but when you specify these, why not include the others too?

جناب چیئرمین۔ یعنی general words ہیں ناں۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: Sir, then it should not be qualified.

جناب چیئرمین - نہیں - دیکھیں ناں restrictions نہیں when you say strengthen the process اس میں سارا کچھ آ جاتا ہے ۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔ نہیں سارا نہیں آتا ہے ناں ۔

جناب چیئرمین۔ کیوں نہیں آتا؟

Mr. Bashir Ahmed Matta: Because the Constitution metions them separately. For instance, on fundamental rights there are different provisions, as well as on federation.

Mr. Chairman: No, but any strengthening of democratic rights is the strengthening of the democratic and fundamental rights.

Mr. Bashir Ahmed Matta: Not necessarily, Sir. Why not, we make it clear, Sir? Why not add two more words?

جناب چیئرمین۔ کیا words add کرنا چاہتے ہیں؟

Mr. Bashir Ahmed Matta: I mean the federal principle which underlies the Constitution. It makes the basis of the Constitution because it says Pakistan will be a Federal Republic.

جناب چیئرمین۔ نیشنل اسمبلی میں آپ نے کیا move کیا تھا۔ یہی تھی کہ فرق تھا؟

چوہدری امیر حسین۔ اس میں تو یہ تھا کہ whether any amendment is required in the Constitution, if so, or irritants remove کرنے کا۔ وہ تو ایک general تھی ناں وہ تو verbally کر دی تھی گیلانی صاحب نے ۔ تو اس میں مقصد یہی ہے کہ آئین میں کس ترمیم کی ضرورت ہے اگر تو وہ کیا ترمیم ہونی چاہیئے ۔

جناب چیئرمین۔ تو پھر اس طرح کر دیں بجائے اس کے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ۔

چوہدری امیر حسین۔ اس کو میں اس طرح کر دیتا ہوں کہ To make recommendations

whether any amendment is required in the Constitution . if so. اس کو پھر اس طرح کر لیتے ہیں ' اوپن کر لیتے ہیں ' جنرل کر لیتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ جی ٹھیک ہے جی ۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔جی بالکل ٹھیک ہے جی ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین صاحب ! جہاں تک کمیٹی کا تعلق ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ دیر آید درست آید ۔ ڈھائی سال بعد انہیں خیال آیا لیکن آئین میں ۲۳۰ کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل کی ۱۹۶۲ء کی رپورٹس ہیں جو پڑی ہوئی ہیں اور اس ایوان میں ' میں نے کئی بار آپ کی توجہ مبذول کرائی ہے کہ ان پر غور کیا جائے بلکہ آج تک ہم اس پر بحث بھی نہیں نہیں کر سکے ۔ ظاہر ہے کہ آج حکومت کی ضرورت ہے اور دو تہائی اکثریت کی محرومی کے بعد آج انہیں کمیٹی کا خیال آیا ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر اس میں یہ شامل کیا جائے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی جتنی بھی رپورٹیں ہیں ' اس پر جی کروڑوں روپے خرچ ہو رہا ہے اور دفاتر کے دفاتر اس وقت انہوں نے سفارشات کی ہیں ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کمیٹی کو اگر آپ موثر بنانا چاہتے ہیں تو نظریاتی طور پر اس میں یہ بھی شامل کریں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی جتنی بھی سفارشات ہیں ۔ یہ کمیٹی اس پر بھی غور کرے اور قانون کے مطابق ہم دونوں ایوان پابند ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر قانون سازی کریں ۔

جناب چیئرمین۔اب میرے خیال میں اگر اس طریقے سے آ جائے' میں پہلے informally پڑھ دیتا ہوں

That a special committee of the Senate be constituted to examine whether any and if so, what amendments are required to be made in the Constitution of Islamic Republic of Pakistan?

ٹھیک ہے جی ؟

جناب اعجاز علی خان جتوئی ۔ یہ ایک specific ترمیم نہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ---

جناب چیئرمین۔ نہیں یہی آ گیا ناں کہ ۔۔

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: Whatever there amendment is required.

Mr. Chairman: So, it has been moved by the Minister for Parliamentary Affairs, has moved a resolution to the following effects that a special committee of the Senate be constituted to examine whether any and if so, what amendments are required to be made to the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan and further the Chairman be authorised to nominate the committee in consultation with the leaders of the different groups and political parties in the House.

منظور ہے جی؟ منظور ہے جناب؟ ٹھیک ہے جی؟

(The motion was carried)

پروفیسر خورشید احمد ۔ میرا خیال ہے یہ مسئلہ اہم ہے ۔ اگر ہم ٹائم limit کر لیں کہ within next two months فورا کام شروع ہو جائے ۔

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے یہ اسی کمیٹی پر چھوڑیں ------

پروفیسر خورشید احمد ۔ وہ تو ٹھیک ہے لیکن وہاں کیا صورتحال ہے بتا دیں ۔

چوہدری امیر حسین۔ اگر prescribed time میں رپورٹ نہیں آتی time extend بھی کیا جا سکتا ہے ۔ پندرہ دن ہو جائیں تو میرا خیال ہے ----

جناب چیئرمین۔میرا خیال ہے کہ ٹائم limit اگر نہیں تو نہ رکھیں ۔

It is not a matter of 15 days.

چوہدری امیر حسین۔ایک مہینہ کر لیں جناب۔

جناب چیئرمین۔ٹھیک ہے جی ۔ او کے ۔

Syed Abdullah Shah: Mr. Chairman Sir, the Government has

taken two and a half years under over the issue of the representation of women in this Parliament and now they want all the constitutional within two week. Why so much hurry? It is very serious matter. Ample time must be given to the committee.

جناب چیئرمین۔تو کتنا ہونا چاہیئے ؛

Syed Abdullah Shah: At least two months.

جناب چیئرمین۔جی جناب منظور احمد گچکی صاحب ۔

جناب منظور احمد گچکی۔جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم نے ترامیم move کی ہیں ۔ کوئی بیالیس تینتالیس ترامیم ہیں ۔ کیا وزیر صاحب ان کو اس کمیٹی میں لے جانا چاہتے ہیں ' یا ان کو یہاں پر ڈسکس کرنا مناسب سمجھتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔وہاں پر بھی ڈسکس کر سکتے ہیں ' یہاں پر بھی اپنے پروسیجر کے مطابق ہو سکتی ہیں۔ یہاں تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے ناں ۔ وہاں پر بھی ہو سکتی ہیں ' یہاں پر بھی ہو سکتی ہیں ' یعنی اگر آپ یہاں پر اس طریقے سے move کریں گے تو کوئی ممانعت نہیں ہے ۔ جس طرح آپ نے کیا ہوا ہے آج ۔آپ کی ترمیم آنے گی تو ڈسکشن ہو گی جو طریقہ کار ہو گا اس کے مطابق ۔ جی جناب قاضی حسین احمد صاحب ۔

قاضی حسین احمد ۔جناب چیئرمین! یہ مسئلہ جو ہے یہ دو مہینے اور بہت زیادہ ٹالنے والا نہیں ہے ملک کے اندر ایک سیاسی بحران ہے ۔ صدر اور وزیر اعظم کے درمیان ' مرکز اور صوبے کے درمیان ' اپوزیشن اور گورنمنٹ پارٹی کے درمیان ۔ اس وقت جو صورتحال ہے اس کی وجہ سے ملک کے سارے اہم مسائل اور مشکلات وہ نظرانداز کیے جا رہے ہیں اور اس crises کو چند روز کے اندر ختم کرنے کی ضرورت ہے ۔ اس میں جناب چیئرمین! فوری طور پر آئین کی ایک ترمیم پر سب لوگوں کو متفق ہونا پڑے گا ۔ اس اتفاق کے بغیر جب تک گورنمنٹ اور اپوزیشن پارٹیاں آئین کی کسی ترمیم پر متفق نہیں ہوتیں یہ crises دور نہیں ہوتا ۔ اس لیے فوری مسئلہ ہے اور اس کو expedite کرنے کی ضرورت ہے ۔

جناب چیئرمین۔ دیکھیں ناں ۔ کمیٹی کے پاس اختیار ہو گا کہ وہ کل تک اس کو finalise کر سکے تو کل تک کر دیں یہ maximum time limit کہہ رہے ہیں تاکہ زیادہ delay نہ ہو۔ لیکن اگر کمیٹی یہ محسوس کرتی ہے کہ واقعی جلدی کوئی معاملہ ہو سکتا ہے تو کر لے اس میں کوئی رکاوٹ تو نہیں ہے ۔ فورا بھی دے سکتی ہے ۔ تو کتنا مناسب رہے گا شاہ صاحب؟

Syed Abdullah Shah: It is an important issue and all the political parties should be consulted. We are members of Parliament, we have to consult our party. So, ample time should be given and we should know what provisions are being amended.

جناب چیئرمین۔ وہ تو آپ discuss کریں گے ناں

Syed Abdullah Shah: Sir, for discussion we will take time. Proposals will be coming from the opposition from the government side. They will be discussed separately and then jointly in the committee. That is why I am requesting that at least two months time will be required. If there is a crises in country, it is not created now, it was created by the late General. What they were doing in those days? Why they were sleeping for two and a half years and did not amend the Constitution?

جناب چیئرمین۔ نیشنل اسمبلی میں کوئی ٹائم رکھا تھا؟

چوہدری امیر حسین۔ اس میں تو پندرہ دن کا ٹائم رکھا تھا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں پندرہ دن تو کم ہیں۔

چوہدری امیر حسین۔ اس میں میں گزارش کرتا ہوں کہ ٹھیک ہے آئینی ترمیم ہے ۔ بڑا غور طلب معاملہ ہے ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی ۔ جناب چیئرمین منسٹر صاحب بولیں بے شک۔ ہمیں بھی سنا جائے ۔ ہم ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتے ہیں کہ ہم as a political party آئین کو پہلے

سے unworkable کہہ رہے تھے اور آج یہ ہماری پوزیشن vindicate ہو رہی ہے کہ یہ آئین unworkable ہو گیا ہے ۔ یہ شکر ہے کہ گورنمنٹ کو آج اس کی ضرورت پڑی ہے ۔ کیونکہ 58(2) B کے تحت وہاں پر صدر صاحب نے ۱۸ اپریل کو ان کی گورنمنٹ dissolve کی۔ میرے خیال میں نیشنل اسمبلی کی ایک الگ کمیٹی ہے وہ اپنی deliberations کر رہی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی جلدی کی ضرورت نہیں ہے۔ آئین کی ترمیم ہے۔ اس کو ڈسکس کرنا چاہیئے اور یہ کوئی پندرہ دن کی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس طرح سے haphazardly constitutional amendment کو یہاں لائیں گے اور بلڈوز کریں گے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ constitutional package بنانا چاہیئے جو جا کر ڈیل کرے ۔ اس کے لیے کم از کم دو مہینے ہونے چاہئیں۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب گھِکی صاحب ! آپ کے خیال میں کتنا ہونا چاہیئے

جناب منظور احمد گھِکی۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ بات تقریبا جتوئی صاحب کی اور میری ایک ہی ہے ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کا Constitution میں amendment کا ارادہ ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے ذہن میں ایک بات ہو گی اور آئین کو سٹڈی بھی کیا ہو گا کہ آئین کی کن کن کلاز کو amend کرنا ہے ۔ اب بہتر تو یہ تھا کہ وزیر صاحب جو ہیں باقاعدہ written form میں تمام پارٹیز کو یا ہاؤس کے اندر written form میں اپنی ایک suggestion جو ہے وہ دے دیتے تاکہ ہم تیاری کر سکتے کہ وہ کس حد تک جانا چاہتے ہیں اور پھر ہمارا پیکج بھی یہ ہے کہ ہم نے جو ترامیم دی ہوئی ہیں ۔ ہم ان سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ آپ انہیں بھی دیکھ لیں ۔ اب ہماری طرف سے تو ہم نے تو فرض کر لیں کہ میں نے اپنی پارٹی کی طرف سے ، یا آپ سمجھ لیں کہ اعجاز جتوئی صاحب کی طرف سے ہم نے چلیں ایک چیز دے دی ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے vague انداز ہے اور انہیں یہ پتہ نہیں ہے کہ آئین میں کہاں کہاں ترمیم کرنی ہے۔ اگر پتہ ہوتا تو ہاؤس میں present کرتے۔ کم از کم لوگوں کی رائے عامہ بنا سکتے تھے۔ کوئی اس قسم کی چیز نہیں ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ وزیر موصوف جو ہیں وہ باقاعدہ ایک ڈرافٹ کی صورت میں کہ آئین کی کن کن کلاز کو وہ امنڈ کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں کیا بہتر طریقے سے رکھ سکتے ہیں۔ وہ ایک قسم کا ڈرافٹ جو ہے وہ ممبران

کو دے دیں۔ اس کے بعد ہم تیاری کر سکیں گے کہ جی ہم اپنا نقطہ نظر ان پر واضح کر سکیں۔

جناب چیئرمین۔ تو یہ کمیٹی کے اندر ہو جائے گا ناں جی ۔

جناب منظور احمد گچکی۔ ہاؤس میں دے دیں ناں ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں دیکھیں ناں یہ جب کمیٹی فارم ہو گی اس میں لازمی بات ہے کہ وزیر صاحب کوئی تجویز دیں گے ۔ کوئی آپ دیں گے کوئی وہ دیں گے ۔

جناب منظور احمد گچکی۔ اس میں ہوتا کیا ہے جی میں عرض یہ کروں گا کہ ہوتا یہ ہے کہ کمیٹیاں بنتی ہیں ۔ اب اس میں جو ان کے ذہن میں بات ہوتی ہے وہی present کر دیتے ہیں کمیٹی کے سامنے اور بدقسمتی یہ ہے کہ جو بھی کمیٹیاں بنتی ہیں وہاں پر اکثریت گورنمنٹ سائیڈ کی ہوتی ہے اور وہاں پر وہ اپنے نقطہ نظر پر سٹینڈ لیتے ہیں اور کمیٹی ایک approval دے کر ہاؤس کے اندر بھیج دیتی ہے ۔ کم از کم پھر یہ ہو کہ ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں دیکھیں ناں اس کمیٹی میں مختلف پارٹیز کی representation ہو گی ۔ وہاں پر تجاویز آئیں گی ۔ ان کی بھی آئیں گی ۔ آپ کی بھی آئیں گی ۔ ڈسکس ہوں گی اور جو فائنل چیز ہو گی وہ کمیٹی approve کرے گی تب ہی آئے گی ناں ۔ یعنی اس کے بعد جب یہاں آ جائے گا پھر ہاؤس میں ڈسکس ہو گا ۔

جناب منظور احمد گچکی۔ اس سے مجھے اختلاف نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بہتر ہوتا کہ اگر ان کی طرف suggestions ڈرافٹ کی صورت میں یہاں پر ہاؤس کے تمام ممبران کو ملتیں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں دیکھیں ناں۔ وہ سٹیج تو بعد میں آئے گی ناں۔ جب آپ--

جناب منظور احمد گچکی۔ وہ تو ہے ہی نہیں جی ہم سے ڈسکشن کرتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ آئین میں کس جگہ پر آپ ترمیم کرنا چاہتے ہیں ۔ ان کو اور غوث علی شاہ کو یہ پتہ ہی نہیں ہے کہ آئین کی کس کس کلاز کو امنڈ کرنا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال یہ تو کمیٹی میں بات ہو گی یہاں پر میں کیا کر سکتا ہوں اس پر ۔ یعنی یہ باتیں آپ کمیٹی میں کریں تاکہ وہاں سے بھی suggestions لیں ۔ جی جناب خواجہ آصف صاحب!

خواجہ محمد آصف۔ یہ جو suggestion میرے بھائی منظور گچکی صاحب نے دی ہے تو یہ کمیٹی میں یا میٹنگ میں جانے سے پہلے ، میٹنگ سے باہر کوئی باتیں طے کرنے کی بات ہو رہی ہے کہ میٹنگ میں evolve ہو جائے گا ۔ جو ان کا نقطہ نظر ہے وہ سامنے آ جائے گا ۔ جو ہمارا نقطہ نظر ہے وہ بھی سامنے آ جائے گا ۔ مختلف پارٹیوں کا جو نقطہ نظر ہے وہ سامنے آ جائے گا اور اس میں consensus evolve ہو جائے گا ۔ اس سے پیشتر کہ میٹنگ سٹارٹ ہو اور ہم proposal دیں اور یہ کوئی proposal دے دیں ۔ it will be a proper تو یہ اس قسم کا جو proposal ہے یہ ٹائم فریم جو ہے یہ ٹائم فریم آپ فکس کر دیں ۔ کیونکہ جی جو دو مہینے ---

جناب چیئرمین۔ ٹائم کا آپ مجھے بتائیں ناں ۔ باقی چیزیں آپ کمیٹی میں ڈسکس کریں۔

خواجہ محمد آصف۔ سر یہ maximum ایک مہینہ ۔ یہ دو یا تین مہینے جو ہیں یہ پریذیڈنشل الیکشن کے ساتھ میچ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ میرے پاس اب دو یا تین options ہیں یا آپ کے سامنے دو تین options ہیں ۔ ایک یہ کہ ٹائم لمٹ کوئی نہ مقرر کیا جائے ، کمیٹی خود کرے ۔ ایک یہ ہے کہ آپ کا جو consensus بنے ۔ آپ کا consensus ایک مہینے سے لے کر دو مہینے تک آ رہا ہے ۔ تو یا تو یہ ہے کہ کمیٹی پر چھوڑ دیں یا یہ ہے کہ میں' جو consensus نظر آتا ہے اس کے مطابق کر دیتا ہوں ۔

Syed Abdullah Shah: On the floor of this House , the Prime Minister announced in February that he is going to bring amendments in the Constitution. It has taken him four / five months and not even a proposed draft has come. Why are you so anxious that we should immediately come out with a report? That is a very serious issue, proposal will be ......

جناب چیئرمین۔ جی جناب مندوخیل صاحب ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ مجھے افسوس ہے کہ باقاعدہ زور سے فلور لینے کے بعد جناب ہمیں ملتا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں جب معاملہ ڈسکشن --- مندوخیل صاحب مجھے سمجھ نہیں آتی ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ مجھے سمجھ نہیں آتی جب معاملہ سب نے ڈسکس کیا۔ ابھی وہ ڈسکس کر رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں --

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ تو اگر ہمیں موقع ملتا ------

جناب چیئرمین۔ میں اس لیے کہہ رہا ہوں مندوخیل صاحب کہ آپ کا بڑا وقت قیمتی ہوتا ہے کہ ایک چیز کی جب ڈسکشن کمیٹی میں ہونی ہے تو آپ کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے؛

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین! میں اپنی تجویز دینا چاہتا ہوں ۔ جناب والا! ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک مسلمہ اصول ہے ۔ ہمارے دوست فرماتے ہیں کہ یہ بڑی ضروری بات تھی کہ آئین میں ترمیم ہو تو جب یہ بڑی ضروری بات تھی تو اب جب گورنمنٹ نے ایک موقع فراہم کیا تو ہم اس کو کیوں avoid کر رہے ہیں ؟ اور ہم اس کو delay کر رہے ہیں ۔ جناب والا! یہ ابھی فرما رہے ہیں کہ وزیر اعظم صاحب نے ۲۸ فروری کو کہا تو ہم نے اس کو روکا ہے چار مہینے جو بحران ہم نے پیدا کیا ہے تو ہم اس میں -- یعنی میں صاف بات کر رہا ہوں ۔ ہم کر رہے ہیں ' ان کو روک رہے ہیں ۔ میری عرض یہ ہے ۔ جناب والا! کہ یہ ایک آئینی مسلمہ اصول ہے کہ جب آپ کمیٹی میں جاتے ہیں تو وہاں آپ اپنا proposal رکھ لیتے ہیں آپ اپنا working paper لے آئیں ۔ اپنی طرف سے ورکنگ پیپر لائیں ۔ تمام کمیٹی کے ممبران اپنی اپنی تجاویز لے آئیں گے تو پھر اس میں consensus evolve ہو تو یہ understood ہے تو میری عرض ہے جناب والا!---

جناب چیئرمین۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اتنے لوگ بولنا چاہتے ہیں ۔ مسئلہ کیا ہے ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ میری عرض یہ ہے جناب والا! کہ ایک مہینہ بالکل معقول ٹائم ہے ۔ ایک مہینہ یا پھر وہ آپ کے اوپر ہے کہ آپ جتنا چاہیں ' یہ بہت اچھی بات ہے ۔ اچھی بات ہو گئی ہے ۔ اس میں ہم کیا کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ہے ۔ جو ہے وہ وہاں کمیٹی میں لے آئیں ۔

جناب چیئرمین۔ جناب ذکی الدین پال ۔ سب کو دیتا ہوں لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ What is the issue"

(مداخلت)

جناب ذکی الدین پال۔ جناب میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ اس وقت ملک میں جو حالات پھیلے ہوئے ہیں ۔ میں قاضی حسین احمد صاحب کے خیالات کی تائید کرتا ہوں ۔ مندوخیل صاحب کے خیالات کی تائید کرتا ہوں ۔ اگر آپ نے اس کو delay---

جناب چیئرمین۔نہیں میں تو اس کو delay نہیں کر رہا۔

جناب ذکی الدین پال۔جناب بعض ارکان intentionally delay کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ جناب پال صاحب ! میری عرض سنیں کہ اگر کمیٹی میں یہ sense پیدا ہو کہ جلدی کرنا ہے تو کل بھی رپورٹ دے سکتی ہے ۔ اس میں کیا رکاوٹ ہے ؟

جناب ذکی الدین پال۔اگر ہاؤس اس وقت ٹائم لمٹ مقرر کر دے تو یہ زیادہ بہتر ہو گا ۔ میں مندوخیل صاحب کی تائید کرتا ہوں کہ ایک مہینے میں ہونا چاہیئے ۔

چوہدری امیر حسین۔جناب چیئرمین! اس میں کوئی جھگڑے والی بات ہے ہی نہیں ۔ یہ honourable House جو ہے اس کو ایک مہینے کا ٹائم دیتے ہیں ۔ اگر کمیٹی طے نہ کر سکی تو وہ دوبارہ request کرے گی اور اگر اس نے طے کر لیا تو بات ختم ہو جائے گی ۔ تو اس پر مزید بات کی میرا خیال ہے ضرورت ہی نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین۔ جی شہزاد گل صاحب ۔

جناب شہزاد گل ۔جناب والا! جس طرح قاضی صاحب نے اور مندوخیل صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ بہت اہم معاملہ ہے ۔ نیشنل اسمبلی نے پہلے ہی ایک کمیٹی constitute کی ہے اور وہ deliberations کر رہے ہیں ۔ انہوں نے پندرہ دن کا ٹائم یعنی سپیکر نے اس کو دیا ہے۔ اگر وہ کمیٹی ایک amendment آئین میں پہلے سے تیار کر کے لے آئے نیشنل اسمبلی میں اور وہاں سے پاس ہو کر transmit ہو کر سینیٹ میں آئے پھر ہم اس پر deliberations کریں گے ۔ پھر ہماری کمیٹی جو deliberation کرے گی یا جو رپورٹ لائے گی اس کے کوئی

معنی نہیں ہوں گے ۔ اس وجہ سے اس کا ٹائم جو ہے وہ نیشنل اسمبلی کی کمیٹی کے ٹائم کے ساتھ برابر ہونا چاہئیے اس میں پندرہ دن کا ٹائم رکھئے ۔ جتنا جلدی ہو سکے ۔ پندرہ دن کے اندر تاکہ وہ رپورٹ اور یہ رپورٹ ایک ساتھ آ جائے ہاؤس کے سامنے ۔

جناب چیئرمین۔جی جناب جبار صاحب ۔

میر عبدالجبار ۔ جیساکہ ہاؤس میں اس وقت ڈسکس کیا جا رہا ہے کہ نیشنل اسمبلی نے بھی ایک کمیٹی بنائی ہے اور یہاں بھی بنائی جا رہی ہے ۔ اس نے یہ کام کرنا ہے جو بہت ہی important ہے ۔ Constitution میں ترمیم کا کام ہے ۔ نیشنل اسمبلی نے بھی وہی کام کرنا ہے جو ہم نے کرنا ہے ۔ ہم نے از خود علیحدہ کرنا ہے ۔ انہوں نے علیحدہ کرنا ہے ۔ Constitution کے ۲۸۰ آرٹیکلز ہیں ۔ ہم کس کس آرٹیکل کو دیکھیں گے اور کس کس پر بحث کریں گے اور کس کس میں ہم amendment لائیں گے اور اگر کوئی ایسے آرٹیکل ہیں جس میں ہم نے ایک جیسی ترامیم کرنا ہیں تو کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ جناب دونوں کمیٹیاں اکٹھی بیٹھیں۔ نیشنل اسمبلی کی کمیٹی بھی اور سینیٹ کی بھی جو آپ بنائیں گے ۔ دونوں اکٹھا بیٹھ کر کام کریں ۔ دونوں کمیٹیاں مل کر آئین میں ترامیم کریں ۔

جناب چیئرمین۔وہ پھر کمیٹی میں بیٹھ کر آپس میں فیصلہ کر لیں ۔

میر عبدالجبار ۔ہم اپنا ڈرافٹ کچھ لے آئیں اور نیشنل اسمبلی والے اپنا ڈرافٹ کچھ اور لائیں تو کیسے یہ اہم مسئلہ حل ہو گا ۔

جناب چیئرمین۔ اس ہاؤس میں ہم سینیٹ کی کمیٹی بنا سکتے ہیں ۔ اس کے بعد کمیٹیز آپس میں بیٹھ کر طے کر لیں ۔

میر عبدالجبار۔نہیں جناب ترجیحات تو مقرر ہونی چاہئیں ۔

چوہدری امیر حسین۔ گزارش یہ ہے چونکہ معزز ایوان نے اپنے ایوان کی ایک سپیشل کمیٹی بنائی ہے اس کے بعد کمیٹی فیصلہ کر سکتی ہے ہماری یہ ترجیح ہو گی اور یہ ہماری تجویز ہے کہ بجائے اس کے کہ ایک کمیٹی کچھ proposals دے ۔ ایک ہاؤس سے پاس ہو جائیں پھر دوسرے ہاؤس میں جائیں ۔ ہماری یہ تجویز ہو گی ترجیح ہو گی اورہم request کریں گے کہ دونوں

کمیٹیز اکٹھی بیٹھیں کچھ اس کمیٹی نے کام کیا ہے کچھ یہ کمیٹی کام کرے گی پھر دونوں کمیٹی اکٹھی بیٹھ کر consensus سے ایک بل تیار کریں گی تاکہ دونوں ایوانوں سے --

جناب چیئرمین۔ تو بہرحال کمیٹی constitute کی جائے گی by consulting all parties and groups in the House ان سب کو نمائندگی دی جائے گی اور میرا --

حافظ حسین احمد ۔ جناب والا ! میری گزارش یہ ہے کہ کل joint session ہے اسی میں کمیٹی بنا دیں اسی میں سارا معاملہ-----

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ نہیں ہو سکتی ۔ قانون اس کی اجازت نہیں دیتا اس کے بعد میرے خیال میں مناسب ہے کہ ایک مہینے کا ٹائم دیا جائے اور کمیٹی پر چھوڑا جائے کہ اس کے اندر کام مکمل کرے اگر نہ کر سکے تو extension کے لیے apply کر دے۔ ٹھیک ہے جی۔ So, on these terms a committee is constituted اور جو مختلف گروپ، اور پارٹیاں ہیں وہ مجھے اپنے نمائندوں کا نام دے دیں تاکہ ان میں جو ایک ایک آدمی والی پارٹی ہے اس کا تو مجھے پتہ ہے ۔ جو دو یا اس سے زیادہ پارٹیاں ہیں وہ اپنے نمائندے مجھے دے دیں ۔

حافظ حسین احمد ۔ پارلیمانی نمائندوں کی آپ توہین نہ کریں ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں، کئی ہوتے ہیں ۔ بڑے اہم یعنی Now we go to the next items اقبال احمد خان صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

جناب اقبال احمد خان۔ جناب والا! کچھ عرصے سے کچھ نئی روایت اس ایوان میں پیدا ہو گئی ہے شاید نیشنل اسمبلی کے اثرات یہاں مرتب ہوئے ہیں ۔ مثلاً اسی قرارداد پر جو وزیر پارلیمانی امور نے پیش کی وہ فوراً پاس ہو گئی اور آپ نے announce فرما دیا پھر ایک معزز رکن نے اس پر کوئی نکتہ اعتراض اٹھایا آپ نے پھر اوپن کیا اور پھر وزیر پارلیمانی امور کے مشورے کے ساتھ پھر وہ قرارداد پاس ہوئی ۔ پھر اس کے بعد معزز اراکین نے نکتہ اٹھایا ٹائم کا تعین کرنے کے لیے، تو میری یہ گزارش ہے کہ جلد بازی میں جو قراردادیں پاس ہوتی ہیں ان کا یہی حشر ہوتا ہے ۔ میری آپ سے استدعا ہو گی کہ آئندہ جب اس قسم کا مسئلہ آئے اس کو جلدی میں put کرنے کی بجائے سب اراکین سے پوچھ لینا چاہیئے ۔ ہر ایک کو اس پر تجاویز دینا چاہئیں ۔ اگر کوئی ترمیم کرنا چاہے تو مناسب ہو گا ورنہ یہ روایت میری سمجھ کے مطابق مناسب

نہیں ہے کہ ایک قرارداد تین دفعہ پاس کی جائے ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جناب میں صرف آپ کو اطلاعاً عرض کر دوں کہ جب میرے پاس اطلاع آئی تھی میں نے کہا تھا کہ جو concerned لیڈر آف دی ہاؤس ہیں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں ۔ مختلف لیڈران ہیں ان سے صلاح مشورہ کر کے put کی جائے تو صلاح مشورہ کر کے put کی گئی تھی ۔ لیکن اچھا ہے کہ تھوڑی ڈسکشن بھی ہو گئی۔ اس طرح consensus سامنے آ گیا ہاؤس کا ۔ تو میرے خیال میں یہ جو قرارداد ہے یہ represent کرتی ہے consensus کو۔ I think so مجھے کوئی serious objection نہیں ملا ۔ جی جناب راجہ صاحب۔

راجہ محمد افضل خان۔ شاید آپ کو علم نہیں ہے جی کہ جناب اقبال احمد خان صاحب بھی ایک جماعت کے ایک ٹکڑے کے جنرل سیکرٹری ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں وہ پاکستان مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری ہیں ۔ جی جناب عباس شاہ صاحب ۔ آپ بھی کچھ کہنا چاہ رہے ہیں ؟

سید عباس شاہ۔ کس کھاتے میں ڈال کر ہمیں consult کیا گیا ۔ خان صاحب آج کل علیحدہ ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ میرے خیال میں وہ لیٹ پہنچے ہیں ۔

جناب اقبال احمد خان۔ وہ نہیں کر سکا ۔ مجھے یاد ہے میں نے یہ نہیں کہا یہ قرارداد صحیح ہے یا غلط ہے ۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ انہوں نے یہ قرارداد پیش کی آپ نے فوراً put کر دی وہ adopt ہو گئی پھر اس کے بعد نکتہ اعتراض اٹھایا گیا پھر آپ نے ترمیم فرمائی ۔ میرا کہنا یہ ہے کہ جب یہ مسئلہ سامنے آئے تو اس ایوان سے بجائے اس کے کہ پہلے آپ فیصلہ فرما کر پھر ترمیم کریں ایک دفعہ رائے لینی چاہیئے اور پھر فیصلہ فرمانا چاہیئے ۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک بالکل ٹھیک ۔

چوہدری امیر حسین۔ یہ چونکہ procedural بات ہے ۔ میں اس پر گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔ میرے بڑے بھائی ہیں ۔ بزرگ ہیں ۔ میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا ہے ۔ جب میرا resolution move ہوا تو اس وقت تک کسی نے oppose نہیں کیا ۔ جب oppose نہیں

کیا جاتا تو put کرنا پڑتا ہے ابھی آپ نے فیصلہ سنایا نہیں تھا کہ آئین میں یعنی that was in the process of passing ایک ترمیم آئی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے کہ خان صاحب نے جو بات کی اصولی طور پر بڑی صحیح بات ہے اور rules کی بات ہے لیکن کوئی اتنی زیادہ بھی irregularity نہیں ہوئی ۔ کیونکہ ابھی انہوں نے اعلان نہیں کیا تھا اسے ----

جناب چیئرمین۔ خان صاحب کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز جلد بازی میں نہ کی جائے ۔ سوچ سمجھ کر ' یہ بات صحیح کہہ رہے ہیں ۔ یہ صحیح بات ہے ۔

Next is Item No.3, Abdullah Shah Sahib.

Syed Abdullah Shah Mr. Chairman, I beg leav of this House through you to allow me to introduce a Bill to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan (Constitutional) (Thirteen Amendment Bill, 1993).

Mr. Chairman: In the light of this Committee, would you like to press it or would you like this matter to be independently taken up

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ جی جناب ' پلیز پلیز۔ میرے خیال میں کچھ تھوڑا سا ڈسپلن ہاؤس میں ضروری ہے ۔ جی عبداللہ شاہ صاحب ۔

سید عبداللہ شاہ۔ چیئرمین صاحب ! اس مسئلہ پر میرا خیال ہے قومی اسمبلی میں یا سینیٹ دونوں ہاؤسز کا اتفاق ہے کہ عورتوں کی نمائندگی ہونی چاہیئے ۔ ان کے لیے دستور میں ضروری ترمیم ہونی چاہیئے ۔ حکومت نے بار بار اسی ہاؤس پر کہا ہے کہ ہم اس ترمیم پر کام کر رہے ہیں اور کریں گے ۔ اس بل میں میری ترمیم اسی سلسلے کی کڑی ہے ۔مقصد اس کا صرف یہ ہے کہ مجھے پتہ ہے کہ میرے پاس تو دو تہائی میجارٹی نہیں کہ میں قانون میں ترمیم carry out کر سکوں ۔ میرا مقصد یہ تھا کہ گورنمنٹ کو باور کرایا جائے کہ یہ ایک defect ہے اس کو جلد سے جلد دور کریں ۔ جناب اس طرح delay کرتے ہوئے اتنا عرصہ عورتوں کو اس ہاؤس سے باہر رکھا گیا ہے ۔ یہ کہنا کہ عورتوں کی نمائندگی ہو رہی ہے کیونکہ جو ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو انہوں نے ووٹ دیا ہے یہ کوئی صحیح argument نہیں ہے ۔ کیونکہ ہمارے معاشرے میں

یہ بات ظاہر ہے ۔ ابھی تک تو وہ قدریں ؛ وہ ترقی نہیں ہوئی کہ عورتیں خود کھل کر اپنا سیاسی حق ڈائریکٹ بھی حاصل کر سکیں ۔ اسی وجہ سے دستور میں اس ترمیم کی ضرورت ہے ۔ بس delay کرنے کی وجہ صرف ناانصافی ہے ۔ اتنا عرصہ آپ نے لیڈیز کو دونوں ہاؤسز سے پراونشل اسمبلی سے باہر رکھا ہے اور اب بھی اگر یہ جائے گی کمیٹی کے پاس تو اور دیر کا سبب بنے گی۔

Sir, as we say justice delayed is justice denied. Only today, of course this is a separate isue, today you have seen such instance in this very House. That is an honourable member has taken oath as Senator and the court took two and a half years to decide. Is it not injustice that this honourable member who was qualified to come and participate in the Senate was debarred from taking part in the Senate proceedings and somebody else was doing on his behalf who was not qualified. This issue is also of the same pattern Sir, I am requesting that this is a very important issue and there is no difference of opinion. There could be difference of opinion on other constitutional amendments. Sir, the Government, if they want, can pass any amendment in the Constitution because 12th amendment is before our eyes. I simply fail to understand why this issue of representation of women in the various of Houses of Parliament is being delayed. So, I will implore the honourable Minister and the majority party to pay their full attention to this thing. Let it go to the Committee, because as I said, individual or small party in the Senate can't have a two third majority to get this constitutional amendment through these two Houses. It will again be the Government to do it. So, I request them to expedite it to undo this injustice. Please do not commit more injustice and remember that saying of Ali " that society in which there is injustice will not survive although the society of Kafirs can survive.

حافظ حسین احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب چیئرمین۔ فرمائیے جی ۔

حافظ حسین احمد ۔ جی جی اس میں لکھا ہوا ہے کہ تیرھویں ترمیم ۔ ایک ترمیم جی میں نے دی تھی جو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد ہے ۔ وہ جناب اس میں چودھویں ترمیم ہو گی۔

جناب چیئرمین۔ وہ یہ ہو گا کہ اگر یہ پاس ہو جاتی ہے۔ سمجھیں یہ پاس ہو گئی ہے تو یہ نمبرنگ جو ہے وہ تو دفتر والے بھی کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کی پہلے پاس ہو گئی ہے تو یہ آپ کی تیرھویں کر دیں گے اور یہ چودھویں ہو جائے گی۔ یہ نمبرنگ کوئی ایسی چیز میٹیریل نہیں ہے۔

چوہدری امیر حسین۔ اس میں پہلی تو میں نے یہ گزارش کرنی ہے کہ چونکہ ابھی اس ایوان نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک سپیشل کمیٹی بنائی جائے جو پورے آئین کا جائزہ لے کہ کس جگہ ترمیم کرنی ہے تو میں یہ چاہتا ہوں اور مناسب بھی یہی ہے کہ چونکہ اس کمیٹی نے اور جیساکہ ایک مہینے کے اندر جناب نے فرمایا اس کی رپورٹ آنی ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر اسی کمیٹی نے اس کو کرنا ہے ' جائزہ لینا ہے باقی amendments کے ساتھ اس کا بھی تو اس بناء پر میں گزارش کروں گا فاضل ممبر سے کہ اس کو پریس نہ کریں کیونکہ اس کمیٹی نے اس کا جائزہ لینا ہے ۔ ایک تو بات یہ ہے ۔

دوسری بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ یہ جو بل ہے اس میں کچھ نقص بھی ہے یہ defective ہے چونکہ اس میں ' میں یہ نہیں کہہ رہا ۔ یعنی اس میں ۵۱ جو آرٹیکل ہے اس کی کلاز IV کی ترمیم کے لیے propose کیا گیا ہے کہ اس کو amend کیا جائے ۔ آئین میں جب کسی ایک آرٹیکل میں ترمیم ہوتی ہے تو پھر constitutional اور بھی کئی جگہ ترمیم ضروری ہوتی ہے۔ جس طرح کہ اگر ۵۱(۴) میں ہم کرتے ہیں تو اس وقت چھ کی کلاز (۴) میں کرنا پڑے گا۔ تا کہ صوبائی اسمبلیوں میں بھی تو میں یہ چاہتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ جھگڑے اور ٹیکنیکل چیزوں میں پڑیں میں اپنے بھائی سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کو defer یا کرا لیں یا پریس نہ کریں۔ کمیٹی کی جب رپورٹ آ جائے تو definitely یہ اس کے ساتھ آ جائے گی۔

تیسری جناب جو گزارش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پہلے بھی دو تین دفعہ یہاں گزارش کی کہ گورنمنٹ نے اس بل کو پیش کرنے کے لیے کیبنٹ کی طرف سے منظوری حاصل کر لی ہے اور اب چونکہ تمام ترمیمات آئی ہیں تو ہم یہ کوشش کر تے ہیں کہ consensus بنایا

جانے ۔ اصولی طور پر گورنمنٹ اس حق میں ہے کہ عورتوں کو یہاں نمائندگی دی جائے ۔ نیشنل اسمبلی میں اور وہ ایک majority of the country کو represent کرتے ہیں ۔ اس پر فیصلہ ہو چکا ہوا ہے اور گورنمنٹ خود propose کرے گی یہ amendment اپنی طرف سے کمیٹی میں propose کرے گی اس میں جیساکہ یہاں consensus ہے کہ وہ اس کو پہلے بھی اپوزیشن کی طرف سے بھی یہی ڈیمانڈ ہے اور ہماری بھی یہی ڈیمانڈ ہے تو میں یہ گزارش کروں گا ۔ بجائے اس کے کہ ایک طرف سپیشل کمیٹی جائزہ لے دوسری طرف سٹینڈنگ کمیٹی لے ۔ کوئی قیامت نہیں کوئی رکاوٹ بھی نہیں لیکن میں یہ propriety کے طور پر یہ کہتا ہوں کہ اس کو یا تو defer کروالیں یا اس کو پریس نہ کریں ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب شاہ صاحب ۔

سید عبداللہ شاہ۔ یا تو یہ نئی کمیٹی جو آپ بنا رہے ہیں یہ میرا بل بھی ان کے سپرد کیا جائے اس میں جو نقائص ہیں یا جو گورنمنٹ کا بل ہے دونوں اس کے اوپر غور کر سکتے ہیں یا پھر آپ defer کر دیں کیونکہ میں نے جیسے ------

جناب چیئرمین۔ آپ کی مرضی ہے ۔

سید عبداللہ شاہ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں

It can go to the same Commitee which are now going to be constituted.

جناب چیئرمین۔ Options آپ کے پاس یہ ہیں کہ اس کو defer کر دیں withdaw کر لیں کمیٹی میں آپ کی پارٹی کی نمائندگی تو ہو گی وہاں پر take up کر لیں ۔

Syed Abdullah Shah: Then it should be deferred because I don't know what this Committee is going to do Then it may be deferred and kept pending.

Mr. Chairman: OK, deferred. So, this is deferred with the consent of the House. Next Item is No.5, Manzoor Gichki Sahib.

Mr. Manzoor Ahmed Gichki: Sir, I move further to amend the

Constitution of the Islamic Republic of Pakistan whereas it is expedient further to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan for the purpose hereinafter appearing.

Mr. Chairman: Is it opposed?

Chaudhry Amir Hussain: Opposed.

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب چیئرمین! وزیر صاحب کو مخالفت کرنے کا بہت شوق ہے۔ کتنی ہی اچھی چیز اپوزیشن کی طرف سے آئے وہ یقینا اس کی مخالفت کرتے ہیں بہرحال یہ ان کا حق ہے کہ گورنمنٹ بنچز کی طرف سے ان کو ہدایت ہے کہ یہاں سے جو بھی move ہو اس کو اپوز کریں۔ جناب چیئرمین! اس میں چالیس کے قریب amendments ہیں۔ آئین میں جیساکہ سارے لوگ جانتے ہیں، پارلیمینیرین بھی سمجھتے ہیں۔ باہر کے لوگ جانتے ہیں، وکلاء حضرات بھی سمجھتے ہیں کہ اس آئین میں اتنی کمزوریاں ہیں کہ اس میں ترامیم کی بہت ہی ضرورت ہے۔ ویسے بھی یہ آئین آپ کو یاد ہو گا کہ ۷۳ء میں ہم نے بحالت مجبوری تسلیم کیا تھا۔ اور آپ کو یاد ہو گا کہ اس وقت بلوچستان سے تین آدمیوں نے اس آئین پر دستخط نہیں کئے تھے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ہم سمجھتے تھے کہ federating units کو وہ مراعات وہ رائٹس جو ملنے چاہئیں ۷۳ء کے آئین میں وہ نہیں ملے۔ اورمستقل اورمسلسل ہم یہ کہتے آ رہے ہیں کہ یہ آئین نہ تو صدارتی ہے نہ پارلیمانی ہے اور اس آئین میں نہ تو فیڈریٹنگ یونٹس کو رائٹس دیئے گئے ہیں اور اگر رائٹس دیئے بھی گئے، اصولی طور پر یہاں پر آئین کے اندر اس کو رکھا گیا ہے۔ تو پھر دوسرے ہاتھ سے مرکزی حکومت انہی rights کو پھر واپس لے لیتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں جناب والا! کہ پاکستان جو ہے اب اس کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ آئین کو true پارلیمانی نہ بنائے کیونکہ آپ جو crisis دیکھ رہے ہیں اس ملک میں یہ crisis ہم نے پیدا نہیں کیے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ۷۳ء کے آئین کو بھی ہم نے دل و جان سے اس طریقے سے قبول نہیں کیا۔ لیکن جناب والا! اس طرف سے جو لوگ برسراقتدار آئے انہوں نے تو آئین کی مٹی پلید کر کے رکھ دی اور آج یہ خود رو رہے ہیں کہ جس طرح ہم نے اس آئین کی مٹی پلید کر کے رکھ دی ہے ہم اس کو بہتر بنانا چاہتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں جناب والا! کہ اگر یہ نیک کام غلطی سے کرنا چاہتے ہیں جو

ان کا شیوہ نہیں تو ہم ان کے ساتھ ہیں ۔ اس نیک کام میں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں نہ صرف آٹھویں ترمیم کا بل ہے بلکہ اس میں بارہویں ترمیم بھی ہے اس میں اور بھی نقائص ہیں جو ۷۳ء میں ہی موجود تھے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ ظاہر ہے کہ ہماری اکثریت نہیں ہے اور آئین کو amend کرنے کے لیے دو تہائی اکثریت کی ضرورت ہے ۔ جس طرح کہ عبداللہ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ جی ہاں ظاہر ہے ۔ آپ اس چیز میں ساتھ ہوں گے جہاں آپ کو suit کرتا ہے پوری طور پر ۔ دیکھیں جناب والا! میں اتفاق کرتا ہوں عبداللہ شاہ صاحب سے چونکہ ہماری اکثریت نہیں ہے ۔ اگر یہ کمیٹی میں جاتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسے کمیٹی میں ہی ریفر کر دیا جائے اور وہیں پر ہم اسے ڈسکس کر لیں ۔

جناب چیئرمین۔ انہوں نے تو ڈیفر کیا تھا اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ہر معاملہ وہیں کنسیڈر کر لیں ۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جی ہاں کمیٹی میں اس کو وہیں پر کنسیڈر کر لیں ۔

چوہدری امیر حسین ۔ اس میں میری یہ گزارش ہے کہ فاضل ممبر نے بہت محنت سے یہ ڈرافٹ تیار کیا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ جی ۔

چوہدری امیر حسین۔ اس میں آرٹیکل ایک سے، لے کر ----

[The House adjourned for Maghrib prayers]

[The House re-assembled after interval with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair].

جناب چیئرمین۔ جی گچکی صاحب آپ کا بل زیر بحث تھا اور آپ نے agree کر لیا ہے کہ اس کو وہاں کمیٹی میں لے جائیں۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کی اس ترمیم میں نشاندہی کی گئی ہے۔ اس میں subjects ہیں provinces کے۔ اس میں بنیادی حقوق ہیں اس میں اختیارات ہیں اور اس میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کی میں سمجھتا ہوں آئین میں ترمیم کرنے کی ضرورت ہے تو چونکہ وزیرموصوف نے agree کر لیا ہے کہ اس کو ڈیفر کر کے کمیٹی کے حوالے کیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی چوہدری امیر حسین صاحب۔

چوہدری امیر حسین۔ جناب والا! جیسا کہ فاضل ممبر نے فرمایا ہے کہ آرٹیکل ۱ سے ۱۵۲ تک بہت سی ترامیم ہیں انہوں نے کافی کاوش کی ہے تو کمیٹی اب چونکہ جائزہ لے ہی رہی ہے تو یہ چیزیں بھی اس کے زیر غور آ جائیں گی۔ تو میں نے ان سے request کی ہے کہ اس کی consideration defer کی جائے تو اس کر ڈیفر کو دیں۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی deferred جی شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل ۔ جناب والا! گچکی صاحب نے کافی محنت کی ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن پیش کردہ بل میں ایسی خامیاں موجود ہیں اور سب سے بڑی خامی جس پر مجھے اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ آرٹیکل ۱ میں انہوں نے ترمیم دی ہے اور اس میں NWFP کا نام تبدیل کرنے کی استدعا نہیں کی۔ اب 58(2) میں صدر کے اختیار کو ختم یہ کر رہے ہیں لیکن آرٹیکل ۱۱۲ کے متعلق انہوں نے کوئی کلاز نہیں رکھی۔ اس وجہ سے یہ اگر کمیٹی میں جائے گا اب جب کہ سارے آئین پر کمیٹی غور کرے گی۔ یہ بات اچھی ہے کہ یہ بھی اس میں جائے اور یہ جو ترامیم انہوں نے دی ہیں یہ بھی زیر غور آ جائیں گی اور جو بھی فیصلہ ہو گا سامنے آ جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ تو یہ ڈیفر کرتے ہیں اور کمیٹی میں معاملے کو لے لیں۔ یحیٰ بختیار صاحب۔ وہ غیر حاضر ہیں۔ So, this resolution will stand dropped.

ایک معزز رکن۔ یہ ختم ہو گئی جی -- Lapsed.

جناب چیئرمین۔ جی انہوں نے چھٹی کی درخواست دی ہوئی ہے۔

چوہدری امیر حسین۔ پھر تو lapse نہیں ہو گی جی۔

جناب چیئرمین۔ اگلی قرارداد عبداللہ شاہ صاحب کی ہے ۔ آئٹم نمبر ۸ ۔ عبداللہ شاہ صاحب۔

RESOLUTION RE: FACILITIES ACCORDED TO VIP AND VVIP AT THE AIRPORTS

سید عبداللہ شاہ ۔ یہ میں نے move کی تھی اس پر بحث مکمل ہو چکی تھی مگر متعلقہ منسٹر کے نہ ہونے کی وجہ سے اس کو ڈیفر کیا گیا تھا ۔

جناب چیئرمین۔ آج منسٹر صاحب موجود ہیں ۔

سید غوث علی شاہ۔ جناب مجھے دس منٹ دے دیں تاکہ سٹڈی کر لوں ۔

جناب چیئرمین۔ اس اثناء میں آپ ذرا مختصرا بتا دیں شاہ صاحب کہ یہ قرارداد کیا ہے۔

سید عبداللہ شاہ۔ میری قرارداد یہ ہے کہ

"This House recommends to the Governemnt that VIP and VVIP facilities be allowed only when the concerned person visits abroad in connection with some official business."

جناب چیئرمین۔ یعنی آپ یہاں سے کراچی جائیں تو نہیں ہونا چاہیئے ۔

سید عبداللہ شاہ۔ نہیں جو بھی ممبران اسمبلی ، سرکاری افسران وزیر اعظم اور صدر ہیں ۔ ان کے لیے جو مراعات ہیں باقی مخلوق کو ان سے الگ رکھا جاتا ہے یہ ہمارے اسلامی اصولوں کے منافی ہے اور خواہ مخواہ یہ society میں classes پیدا کرتا ہے ۔ خصوصاً ہم جو خود کو لوگوں کا نمائندہ کہلواتے ہیں اور جب ہم ان لوگوں سے ہیں تو پھر ہم کو ان سے مختلف treatment کیوں دی جاتی ہے ۔ اس کے بعد جناب آپ نے یہ بھی دیکھا ہو گا اور آپ نے دنیا بھی دیکھی ہوئی ہے جب صدر صاحب گزرتے ہیں تو ٹریفک بند، پرائم منسٹر گزرتا ہے تو ٹریفک بند، یہ کہیں نہیں ہوتا ہے ۔ آخر ہم لوگ جب عوامی نمائندے ہیں تو لوگوں سے کیوں ڈرتے ہیں اور ہمیں کیوں اتنی protection کی ضرورت پڑتی ہے ۔ آخر ہم اسلام کی اتنی باتیں کرتے ہیں کہ ہم Islamic way of life لائیں گے اور یہ اسلامی ریاست ہے اور جہاں تک میرا

ناقص علم ہے پروفیسر خورشید صاحب اس میں مزید اضافہ کر سکتے ہیں ۔ اسلام میں کسی طرح بھی خلفاء اور جو امیر تھے ان کو کوئی الگ قسم کی سہولت یا مراعات نہیں ہوا کرتی تھیں۔

جناب چیئرمین۔ اس زمانے میں ایرپورٹ ہی نہیں تھا تو کیا ہونا تھا۔

سید عبداللہ شاہ۔ حالت یہ تھی کہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب روم گئے تھے تو میں نے سنا ہے کہ ان کا جو خادم تھا ۔وہ اونٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور وہ خود پیدل چل رہے تھے۔ تو یہ تھا ہمارے اسلامی وقت خلفاء کا طریقہ کار۔ Islamic way of life کا ہم زبانی ذکر تو بہت کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ لما تقولوا ما لا تفعلون وہ بات مت کہو جو تم کرتے نہیں۔ ہمارے جو قول و فعل میں ہیں وہ بالکل متضاد ہیں اسلامی تعلیمات سے۔

میرا ریزولوشن لانے کا یہی مقصد ہے کہ جب آپ کہتے رہتے ہیں کہ اسلامی کریں گے یہ کریں گے وہ کریں گے مسلمانوں کو یہ کریں گے کہ وہ اسلامی طریقہ اپنائیں تو یہ جو طریقہ کار ہے فرق ہے اس کو آپ ختم کریں ۔ پہلے ہم بات کر چکے ہیں جی کہ یہاں پر تعلیم کے مختلف طریقے ہیں ۔ہر ایک کو آپ الگ رکھتے ہیں یہ الگ تھلگ طریقہ جو ہے بند ہونا چاہیئے خصوصاً یہ جو نمایندہ ہاؤسز ہیں ان ہی سے شروع ہونا چاہیئے ۔ ابھی وزیر موصوف نے فرمایا کہ جب بیوروکریٹس اس قسم کی سہولت enjoy کرتے ہیں تو میں نے یہ کہا کہ کوئی بھی نہیں کرے گا ۔ نہ بیوروکریٹ نہ کوئی elected نمائندہ ۔ ابھی تو جناب ایک تو ہے vip لاؤنج اور ایک ہے CIP لاؤنج ۔ For Commercially Important Persons جو ابھی نئی متعارف ہوئی ہے۔ اس حکومت کے دور میں ۔۔

جناب چیئرمین۔ نہیں جناب وہ تو پیسے دیتے ہیں یعنی جو فرسٹ کلاس کے ٹکٹ والے ہوتے ہیں۔

سید عبداللہ شاہ۔ نہیں جناب فرسٹ کلاس الگ بات ہے یہ سی آئی پی لاؤنج الگ ہے۔ وی آئی پی سے کئی گنا بہتر ہے ۔ آپ کراچی چل کر دیکھ لیجئے ۔ وہاں ان کو ہر قسم کی سہولت ملتی ہے۔ تو یہ کلاس بڑھانا اور بنانا یہ میرے خیال میں میری ناچیز رائے میں ٹھیک نہیں ہے۔ اس لیے میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ ریزولوشن پاس کریں اور یہ جو تفرقہ اسے ختم کریں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔

سید مزمل شاہ ۔ جناب چیئر مین ! شاہ صاحب پہلے اسے اپنے آپ پر حاوی کر لیں ۔ شاید ان کی اس بات سے دوسرے لوگ رنگ پکڑ لیں گے اس پر پہلے عمل کریں ۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

سید عبداللہ شاہ۔شاہ صاحب آپ میرے گاوں میں آئیں دیکھیں میں کیسے رہ رہا ہوں۔

سید مزمل شاہ ۔ نہیں جناب میں، جو یہ آپ نے ریزولیوشن پیش کیا ہے اس کے متعلق بات کرتا ہوں ۔ وہ تو یقیناً ۔۔

جناب چیئرمین۔اس پر بحث ہو چکی ہے ۔ جی فرمائیے ۔

قاضی حسین احمد ۔ جناب چیئرمین ! یہ جو ہمارے ایک فاضل رکن نے کہا ہے کہ پہلے اپنے اوپر لاگو کریں اس کو تو اپنے پر لاگو کرنے میں ایک دقت ہے اور وہ دقت یہ ہے کہ جب آپ نے segregation کر لی ہے تو جو لوگ اس کو اپنے پر لاگو کرتے ہیں وہ پھر یہاں دوسرے لوگوں سے کٹ جاتے ہیں ۔ جن کے ساتھ day to day کا تعلق ہوتا ہے ۔ میری ہی گزارش ہے کہ جو ہوائی سفر کرنے والے لوگ ہیں وہ پہلے ہی عام لوگوں سے کٹے ہوئے لوگ ہیں نہ ان کو بس میں لوگوں سے ملنے کا موقع ملتا ہے نہ ویگن میں ملتا ہے نہ گلی میں ملتا ہے نہ وہ بازار میں جاتے ہیں ۔ یہ ہی ایک موقع ہوتا ہے کہ کسی لاؤنج میں بیٹھ کر لوگوں سے بات چیت کریں ۔ لوگ آئیں ان کے پاس ۔ وہ بھی جو غریب لوگ سٹریٹ کے ہیں وہ تو نہیں جا سکتے ۔ جو ہوائی سفر والے ہیں ان کا بھی ان کے ساتھ رابطہ نہیں ہو سکتا ۔ ایک موقع ہوتا ہے اس لیے الگ الگ لاؤنجز میں لوگوں کو ڈالنا مناسب نہیں ہے ۔ یہ کہنا اپنے آپ پر لاگو کریں یہ ٹھیک رویہ نہیں ہے ۔ آپ اس کو ختم کر دیں ۔ ایک ہی طرح کا لاؤنج رکھیں اگر کوئی بہت زیادہ مصروف ہے اس کی بہت زیادہ مصروفیات میں اور اس کو زیادہ سہولت کی ضرورت ہے ۔ ایک عام لاؤنج کے اندر بھی وہ سہولت دی جا سکتی ہے ۔ اگر پی آئی اے والے چاہیں ، ٹکٹ وغیرہ تمام چیزیں عام لاؤنج کے اندر بھی مہیا کر سکتے ہیں ۔ لاؤنجز کو الگ الگ کرنا یہ صحیح نہیں ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ سید عبداللہ شاہ صاحب نے بالکل ٹھیک اس کی نشاندھی کی ہے ۔ آپ نے کہا ہے کہ اس وقت ایرپورٹ نہیں تھے تو مسجدیں تو موجود تھیں اور مسجد میں کسی کے لیے کوئی مخصوص جگہ نہیں ہوتی ۔ ممانعت ہے اس بات کی کہ ایک آدمی مسجد کے اندر اپنے لیے جگہ

مختص کر دے ۔ سب لوگ آتے ہیں جہاں لوگوں کو جگہ مل جاتی ہے وہاں پر لوگوں کو بیٹھنا چاہیئے تو اس لیے ہمارے معاشرے میں اس طرح کے امتیازات اس بنیادی نظریے کے خلاف ہیں جس کا ہم دعویٰ کرتے ہیں ۔ اگر اس طرح کے آپ اقدامات کریں تو اس کے نتیجے میں معاشرے میں سہولتیں پیدا ہوں گی لوگ ایک دوسرے سے گھل مل سکیں گے ۔ اب بیچارے پارلیمنٹ ہاؤس میں بھی آتے ہیں وہ اپنی درخواستیں لیے ہوئے ادھر ادھر گھومتے پھرتے ہیں آپ نے باہر بھی پھاٹک مقرر کیا ہوا ہے ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس کی کیا ضرورت ہے کہ آپ لوگوں کو پاس جاری کرتے ہیں ۔ وہ پاس کے بغیر نہیں جا سکتے ۔ وہاں پر آئیں شناختی کارڈ دکھائیں اور جو تلاشی کے لیے طریقہ کار ہے اس کی تلاشی ہو۔ اندر آ جائیں جب آپ کی گیلریاں بھر جائیں آپ کو پتا ہو کہ اندر جگہ نہیں ہے تو اس وقت آپ ایک طریقہ کار بنا سکتے ہیں ۔ رکاوٹ کر سکتے ہیں ۔ عموماً گیلریاں خالی پڑی رہتی ہیں ۔ لوگ باہر انتظار کرتے ہیں ۔ پاکستان کے شہری ہیں ہم سب ان کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ ہمارے ساتھ ملنا ہمارے لیے بھی ضروری ہے اور ان کے لیے بھی ضروری ہے تو یہ تمام جو غیر ضروری قسم کی رکاوٹیں کھڑی کی گئی ہیں ان رکاوٹوں کو دور ہونا چاہیئے ۔ جناب میں شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب اور جی کوئی ۔ جی بہار صاحب ۔

میر عبدالجبار ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب ! میری ناقص رائے میں اسلامی معاشرے میں لفظ وی آئی پی یا وی وی آئی پی کا کوئی تصور نہیں ہے ۔ یہ دونوں الفاظ ہی ہماری سوسائٹی سے حذف کرنے چاہئیں ۔ ہم میں سے کوئی وی آئی پی نہیں اور کوئی وی وی آئی پی نہیں ہم میں سے وہ وی آئی پی ہے جس کا عمل بہتر ہے ۔ جس کا کردار بہتر ہے ۔ وہ بڑا آدمی ہے ہماری پہچان اسلام نے یہ مقرر کی ہے ہماری پہچان عہدوں سے نہیں ہو سکتی ہماری پہچان ہمارے عمل سے ہوتی ہے ۔ ہماری تمیز کبھی بھی وی آئی پی کے لفظوں یا عہدوں سے نہیں ہوتی اور ہم سب ایک جیسے انسان ہیں ۔ ہم میں سے اچھا آدمی وہ ہے جس کا کردار اچھا ہے جس کا عمل اچھا ہے ۔ جس کا اٹھنا بیٹھنا اچھا ہے ۔ لہذا اس disparity کو ختم کیا جائے ۔

جیسے ابھی جناب عبداللہ شاہ صاحب نے فرمایا ۔ ہر وہ نمائندہ جو عوام میں سے آتا ہے اس کا چناؤ ہوتا ہے ۔ خواہ وہ کسی بھی اسمبلی یا سینیٹ کا نمائندہ ہے وہ عوام میں سے آتا

ہے ۔ ۔ عوام کا نمائندہ بن کر آتا ہے ۔ تو پھر اس نمائندہ کو خطرہ کس بات کا ہوتا ہے ۔ جب عوام خود اس کو چن کر ان اسمبلیوں میں بھیجتے ہیں اور وہ اسمبلیوں میں آ کر بڑے منصب حاصل کرتا ہے ' وہ نمائندہ وزیر اعظم اور صوبوں میں وزیر اعلیٰ بن جاتا ہے یا وزیر بن جاتا ہے تو اس کو لفظ وی آئی پی استعمال کرنے کا یا ایسی دیگر مراعات حاصل کرنے کی ضرورت کیوں پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ وہ آتا ہی عوام میں سے ہے تو کس چیز سے اس کو خطرہ ہے وہ کیوں ڈرتا ہے ۔ ہاں اگر وہ حاکم ہو کر آیا ہے ۔ غاصب ہو کر آیا ہے ۔ کہیں باہر سے فاتح بن کر آتا ہے اور آ کر حاکمیت اختیار کر لیتا ہے تب تو بات بنتی ہے ۔ ایسے شخص کو جان کی حفاظت کی ضرورت پڑتی ہے اور جو شخص عوام میں سے ہی آتا ہے تو اس کو حفاظت کی کیا ضرورت ہے ۔ لہذا اس فرق کو ختم کیا جائے ۔ لہذا میں قاضی صاحب محترم کے خیالات بلکہ ان کے ہر لفظ کی تائید کرتا ہوں جیسے انہوں نے فرمایا ویسے ہی ہونا چاہیئے ۔ شکریہ جناب ۔

جناب چیئرمین۔ جی خلیل صاحب ۔

جناب خلیل الرحمان ۔ جناب پھر آپ اس بل کو اس حد تک محدود نہیں رکھ سکتے تو پھر آپ جھنڈے اڑانے بھی بند کریں اس کے علاوہ آپ یہ گاڑیاں بھی واپس لیں۔ جو بڑے بڑے مکان ان حضرات کو ملے ہوئے ہیں یہ مکان بھی واپس لیں۔ ان کو جو چارج اکاؤنٹ ملے ہوئے ہیں وہ بھی واپس لیں۔ جناب یہ ایک قسم کا پنڈورا باکس ہے ۔ It can not be dealt in isolation only with this particular issue. آپ اس کے لیے بالکل نیا شریعت بل بنائیں جس میں آپ یہ سب کچھ رکھیں ۔ اور ہاؤس کے سامنے پیش کریں اور پاس کرائیں کیونکہ کام کو isolation میں کرنے سے کوئی خاص فائدہ نہیں ملے گا ۔ شکریہ جناب ۔ Thank you.

جناب چیئرمین۔ Anybody else جی جناب شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل ۔ جہاں تک اس تخصیص کا تعلق ہے ۔ میں ذاتی طور پر تو اس کا مخالف ہوں لیکن جیسے جبار صاحب نے کہا کہ وہ عوام سے آتے ہیں ۔ اور وہ یہاں آ کر منتخب ہو جاتے ہیں۔ وزیر اعظم بن جاتے ہیں یا کوئی خاص ذمہ داری ان پر آ جاتی ہے تو پھر important اشخاص بن جاتے ہیں تو پھر ان کی protection کے لیے وہ ضروری ہو جاتی ہیں۔ جناب والا! یہ تاریخی واقعہ ہے کہ قاضی صاحب نے کہا کہ ان دنوں میں ائرپورٹ نہیں تھے اور

مسجدوں میں آ کر خلفاء راشدین لوگوں سے ملتے تھے لیکن یہ بھی ایک تاریخی واقعہ ہے کہ تین خلفاء راشدین مسجدوں میں شہید کیے گئے ۔ حضرت عمر (رض) کو مسجد میں شہید کیا گیا۔ حضرت عثمان (رض) اور پھر حضرت علی (رض) کو بھی مسجد میں شہید کیا گیا ۔ جبکہ وہ خلیفہ تھے اور عوام میں آ کر عوام میں گھل مل کر وہ روزی کماتے تھے ۔ تو وہ تینوں جو تھے شہید کر دیئے گئے کچھ نہ کچھ protection جو ہے وہ لازمی ہے۔ جو مراعات ہیں جو بھی ان کے لیے مخصوص انتظامات ہیں وہ سارے ختم کرنے چاہئیں۔ یا اگر ہم سارے ختم نہیں کر سکتے تو پھر جو حفاظت کے لحاظ سے ضروری ہے کہ VIPs یعنی VVIPs کی کچھ نہ کچھ حفاظت کی جائے ۔ ان کو مراعات دی جائیں۔

جناب چیئرمین۔ جی پروفیسر خورشید صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین ! میرا خیال ہے کہ ہم ایک بڑے اہم مسئلے پر گفتگو کر رہے ہیں اور جہاں مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ صرف مسئلہ ایک وی آئی پی لاؤنج کا نہیں بلکہ پورے طرز زندگی کا ہے ۔ سوچنے کے انداز کا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس بات کی ضرورت ہے کہ سامراجی دور میں یا ہندو معاشرے کے زیر اثر کہ جو طبقات اور قومیتوں پر مبنی تھا ۔ ہمارے ہاں اس چیز کی اصلاح کی جائے ۔ لیکن سب کی اصلاح کے لیے اگر آپ نقطہ آغاز کسی ایک چیز کو بناتے ہیں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ۔ ایک وقت میں سارے کام نہیں ہو سکتے ۔ بلاشبہ ہمارا تصور یہ ہونا چاہیئے کہ ہم سب کو بدلنا ہے ۔ لیکن اس طرف بڑھنے کے لیے پہلا قدم ہمیں کہیں نہ کہیں سے کرنا پڑے گا اور اس پہلو سے میں بہت ممنون ہوں شاہ صاحب کا کہ وہ اس قرار داد کو یہاں لائے ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ قرار داد ہماری روایات اور دنیا کے سامنے ہماری جو حقیقی دینی حیثیت ہے اس کو ظاہر کرنے میں مددگار ثابت ہو گی ۔ رہا سیکورٹی کا مسئلہ تو ہمیں پریشان نہیں ہونا چاہیئے ۔ اگر امریکہ کے صدر کو سارے لاؤ لشکر کے باوجود مارا جا سکتا ہے ۔ انوار السادات کو جس کی سیکورٹی کے لیے سی آئی اے بیس ملین ڈالر سالانہ ریگولر خرچ کر رہی تھی اس کو ایک ایسے موقع پر جبکہ اس پر parade ہو رہی ہے ساری فوج موجود ہے تو اس کو مارا جا سکتا ہے ۔ رہی یہ بات کہ مسجد میں ہمارے دو خلفاء شہید ہوئے ۔ بلاشبہ یہ حقیقت ہے ۔ تین نہیں دو کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ۔ لیکن اس کی وجہ سے پھر یہ نہیں کر دیا گیا کہ مسجد میں دیواریں کھڑی کر دی گئیں ۔ بلکہ یہ اصل میں risk ہے ۔ اس کو face کیا گیا ۔

اس کا مقابلہ کرنے کے لیے اور راستے نکالے گئے ۔ لیکن جو ہماری روایات ہیں ان کو وہی رہنا چاہیئے تو risk اپنی جگہ ہے اس کو cover کرنے کا اور راستہ نکالیے ۔ لیکن معاشرے کو طبقوں میں بانٹنا اور اس طرح کی کینگریزبنا دینا یہ ہمارے دین ہمارے اخلاق اور ہماری روایات کے خلاف ہے ۔ اور اس معاملے میں آغاز ہونا چاہیئے اور پھر آہستہ آہستہ تمام چیزوں کو تبدیل کیجئے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی قرارداد ہے اور ایوان کو ضرور منظور کرنی چاہیئے ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جناب ۔ جناب مندوخیل ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے سید عبداللہ شاہ صاحب کی پیش کی ہوئی ایک قرار داد پر بات کرنے کا موقع دیا ۔ جناب چیئرمین ! اصولی طور پر اس قرار داد کی ہم مخالفت نہیں کر سکتے ۔ انسانی نقطہ نظر سے اسلامی نقطہ نظر سے ہماری اپنی روایات کے نقطہ نظر سے اس سے ہم بالکل متفق ہیں ۔ باقی یہ بات ۔ جناب والا! کہ ہم یہ کر نہیں سکتے ۔ اپنی سوسائٹی میں ' یہ fact ہے کہ ایسا ہے ۔ یہاں جو ہمارے دوست فرما رہے ہیں کہ یعنی یہاں دوسرے یا تیسرے مراعات لی جائیں تو یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام سوسائٹی کو ایک مراعات یافتہ سوسائٹی میں تبدیل کر دیں ۔ البتہ یہ ایک اچھا قدم ہو سکتا ہے اور سیکورٹی کا بھی مسئلہ واقعتاً ایسا ہے اور سیکورٹی کے لیے انتظام کیا جا سکتا ہے ۔ بہرصورت میں اصولاً اس سے متفق ہوں اور تائید کرتا ہوں

جناب چیئرمین۔ حافظ حسین احمد ۔

حافظ حسین احمد ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب جناب میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور جناب چیئرمین! ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جو تفریق ہے یہ برطانوی اقتدار کے وقت حائل کی گئی ہے اور چونکہ وہ یہاں کے عوام کو اپنا غلام سمجھتے تھے ۔ اس لیے انہوں نے یہ وی آئی پی لاؤنج اور پروٹوکول کا نظام رائج کیا ۔ ہم تو جمہوریت کی بات کرتے ہیں ۔ کیا برطانیہ میں بھی کوئی ایسا نظام ہے ؟ کیا امریکہ میں بھی کوئی ایسا نظام ہے؟

جناب چیئرمین۔ وہاں پر بھی ہے ۔

حافظ حسین احمد ۔ اس طرح نہیں۔ بڑا فرق ہے۔ ۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال ہے وہاں پر بھی وی آئی پی وی وی آئی پی لاؤنج ہیں۔

حافظ حسین احمد ۔ نہیں وہ تو یہ ہے کہ جو غیرملکی آتے ہیں ان کے لیے ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں ۔ جہاں تک یہ صورت حال ہے ۔ جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے اس ایوان کے کئی گھنٹے تحریک استحقاق کے بچ جائیں گے اور میرے خیال میں آپ دو سال میں دیکھیں گے ۔

جناب چیئرمین۔ آپ پہنچیں گے ہی نہیں ۔

حافظ حسین احمد ۔ آپ نے کراچی میں جو نیا ایرپورٹ بنایا ہے وہاں پر آپ کے لیے وہ سہولت نہیں ہے ۔ وہی ایک ہی راستہ ہے ۔ وہیں سے وہ جاتے ہیں ۔ لیکن یہ صرف ایک کمرہ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ ارکان پارلیمنٹ کو اچانک سفر کرنا پڑتا ہے اور میری گزارش یہ ہے کہ ہنگامی طور پر ارکان پارلیمنٹ کو سفر کرنا پڑتا ہے اگر وزیر دفاع صاحب ہمیں یقین دہانی کرا دیں کہ وہی عام لاؤنج میں الگ کاؤنٹر ہو ۔ چونکہ اگر بکنگ نہیں ہوتی فوری طور پر انہیں سیٹ ملنی مشکل ہو جاتی ہے ۔ میں پیشکش کرتا ہوں کہ میں آج سے وی آئی پی لاؤنج استعمال نہیں کروں گا ۔ بشرطیکہ وہ سہولت ہمیں وہاں فراہم کی جائے ۔

جناب چیئرمین۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔ فصیح اقبال صاحب ۔

سید فصیح اقبال۔ جناب چیئرمین صاحب! میں نے اپنے معزز ساتھیوں کی بڑی اچھی باتیں سنی ہیں ۔ لیکن آپ اس کی روح پڑھیں تو اس میں اور باتیں نہیں ہیں۔ صرف یہ ہے کہ جو باہر کے ممالک جائیں تب استعمال کرنے دیں۔ وجہ یہ ہے کہ اب تو وی آئی پی کا مسئلہ ایسا ہو گیا ہے کہ پاکستان میں ۱۹۶۰ء میں چار فیڈرل سیکرٹری ہوتے تھے اور صرف قومی منتخب نمائندے۔ آج خدا کا شکر ہے کہ پاکستان کے اٹھارہ ہزار وی آئی پیز ہیں۔ ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین سے لے کر اور ماشاء اللہ تمام کاروباری آدمی جنہوں نے export کیا شامل ہیں۔ اب یہ مسئلہ مذاق ہو گیا ہے ۔ عوامی counters پر انتظام ہو اور یہ فرق بھی کیوں ہو کہ صرف ان کو ۔ تمام لوگوں کا سامان جلدی کلیئر ہو ۔ ایسے جیسے کراچی کا ایرپورٹ بنا ہے ۔ اب میرا خیال ہے کہ ہمارے جتنے لوگ ہیں نوے فیصد لوگ وی آئی پی لاونج استعمال نہیں کرتے ۔ایک تو انہوں نے اوپر بنایا

ہے کہ استعمال نہ ہو سکے ۔ لیکن جس نے دو چار گھنٹے بیٹھنا ہو وہ شاید اوپر جاتا ہے ۔ ورنہ وہ ایرپورٹ اس قابل ہے ۔ آپ عوام کو وی آئی پی کیوں نہیں سمجھتے اور میرا خیال ہے کہ جتنے مہذب ممالک ہیں وہاں اب چائنہ نے اپنے وی آئی پی لاؤنج بند کر کے کرایہ پر اٹھا دیئے ہیں ۔ اگر پاکستان کا وفد جو جانا چاہتا ہے تو اتنے ڈالر دے دیں اور وی آئی پی استعمال کریں ۔ اب وہ پروٹوکول سسٹم دنیا میں کہیں نہیں ۔ اس میں وقت بھی ضائع ہوتا ہے ۔ پہلے زیادہ بچوں کو لاتے تھے ۔ استقبال کرانے ۔ وہ ختم ہوا ۔ میں سمجھتا ہوں یہ روایات ختم ہونی چاہئیں ۔ لیکن جس معاشرے میں ہم رہتے ہیں اس میں آپ بتدریج ہی کر سکتے ہیں ۔ اس میں ایسا کریں کہ آپ اپنے عوامی لاؤنجوں کو اس قابل بنا دیں ۔ اس میں گنجائش ہو کہ وہاں ساٹھ یا ستر آدمی ۔ اس وقت جو اسلام آباد اور لاہور میں لاؤنج ہے وہ تو بالکل ایک Fish market کہلاتا ہے ۔ جو لوگ استعمال کر رہے ہیں وہ وی آئی پیز نہیں ہیں جو وی آئی پیز نہیں ہیں وہ زیادہ استعمال کر رہے ہیں جو وی آئی پیز ہیں وہ لائن میں کھڑے ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اتفاق رائے تو یہ ہے کہ ایسی چیزیں تب آپ ختم کریں جب اس کا متبادل انتظام ہو اور وزیر دفاع صاحب یہاں تشریف فرما ہیں اگر یہ یقین دہانی کرا دیں کہ لاہور کراچی کوئٹہ ۔ کراچی میں تو سب لوگوں کو تسلی ہے کہ ہم جاتے ہیں وہاں اس طرح سے جس طرح عام counters پر اپنا سامان بک کرا لیتے ہیں ۔ لیکن اسلام آباد اور لاہور میں سخت تکلیف ہے ۔ لاہور میں ویسے بھی اس وقت سات ہزار وی آئی پیز ہوتے ہیں ۔ اس میں یہ ہے کہ لائن اتنی بڑی لگے گی ۔ جہاز چھوٹ جائے گا ۔ ابھی کراچی میں پچھلے دنوں آپ نے سنا ہے کہ ٹریفک کے رکنے سے تین جہاز منسوخ ہوئے ۔ کیونکہ تین گھنٹے میں لوگ وہاں نہ پہنچ سکے اور جہاز منسوخ ہوئے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے آپ کر لیں جہاں تک تعلق ہے باقی مراعات کا تو سب مراعات تو ہیں ۔ اب آپ چیئرمین سینٹ ہیں ۔ آپ کی بھی کچھ مراعات ہیں ۔ وہ کچھ آئین میں دی ہوئی ہیں ۔ اب اگر وہ کہیں کہ صاحب آپ فلاں گاڑی کو استعمال کرتے ہیں ۔ فلاں جوائنٹ سیکرٹری صاحب یہ کیا کرتے ہیں ۔ یہ تو جناب بیوروکریسی کا آپ کا آپ کو پوسٹ مارٹم کرنا پڑے گا۔ سب سے بڑی جو ہمارے ملک میں بدقسمتی ہے کہ نو آبادیاتی نظام میں وہ بیوروکریسی میں کلرکی کی روح ابھی تک یہاں پر موجود ہے ۔ جوائنٹ سیکرٹری کبھی نہیں چاہے گا کہ وہ اپنی چیزیں دے دیں ۔ آج یہ ہے کہ عوامی منتخب نمائندہ جب باہر کے وفد میں جاتا ہے وہ اکانومی کلاس میں سفر کرتا ہے اور سیکرٹری فرسٹ کلاس

میں جاتا ہے اور یہ anomaly ہے ۔ ہم جمہوریت کے دعویدار یہاں بیٹھے ہیں ۔ سارے منسٹرز بیٹھے ہیں کسی کو بھی خیال نہیں ہے تو یہ چھوٹی چیز نہیں ہے کہ ایک فیڈرل سیکرٹری آپ کے وفد میں جاتا ہے وہ تو فرسٹ کلاس میں جائے اور عوامی منتخب نمائندہ اکانومی کلاس میں ۔ تو یہ جناب افسوسناک معاملہ ہے ۔ یہ اچھی پارلیمنٹ کی بالادستی ہے اور ہم لوگ crisis میں بھی ہیں ۔ اپنے معاملے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے ۔ وزراء بھی ماشاء اللہ ہمارے فرسٹ کلاس میں جاتے ہیں لیکن یہ کتنی افسوس کی بات ہے کہ ایک ایسے delegation میں جس میں ہماری ڈپٹی چیئرپرسن ممبر تھیں وہ تو اکانومی میں بیٹھی ہیں اور سیکرٹری جناب نیشنل اسمبلی کا فرسٹ کلاس میں بیٹھا ہے ۔ تو یہ anomaly دور کیجئے ۔ اب وی آئی پی روم جو ہے میں بالکل اپنے ممبروں کا ساتھ دیتا ہوں بتدریج اس کو ختم کیجئے ۔ تخصیص کم سے کم کیجئے ۔ لیکن وہ facility آپ پاکستان کے ہر مسافر کر دیں تاکہ وہ آسانی سے ہم لوگوں کو ملے ۔ لوگ ہم سے کٹ گئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ بیوروکریٹس اس کے قائل نہیں ہیں ۔ بلکہ اب تو یونیفارم جو لوگ ہیں ماشاء اللہ وہ بھی اس طرح استعمال کرتے ہیں جیسے کہ کوئی ان کا اپنا قانون ہے وہ سب وی آئی پی روم میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ anomaly ختم کیجئے ۔ وہ جو میں نے ابھی بتائی ہے جس سے ہمارے ممبروں کا تعلق ہے کہ جب ہم وفود میں باہر جاتے ہیں ہمیں بڑا افسوس ہوتا ہے۔ آپ گورنروں کو ، آپ چیف منسٹروں کو اپنے ملک میں تو اکانومی میں سفر کراتے ہیں ۔ لیکن باہر جب کوئی سیکرٹری جاتا ہے وفد میں وہ فرسٹ کلاس میں جاتا ہے تو یہ کون کون لوگ فیصلہ کرنے والے ہیں۔

بھئی آخر میں یہ کون سی کمیٹی ہے ۔ Over and above ہمارے اوپر کوئی نئی خفیہ حکومت ہے یہی لوگ فیصلہ کرتے ہیں ۔ تو جب ہم فیصلہ کرتے ہیں تو ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں جس سے تخصیص ہوتی ہے ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین۔جی عباس شاہ صاحب ۔

سید عباس شاہ۔ جناب ہم شکرگزار ہیں جناب عبداللہ شاہ صاحب کے کہ ایک مسئلہ جو کہ انہوں نے اٹھایا اور ہمیں موقع ملا کہ اس پر بحث کریں میں اس پر نہیں agree کرتا کہ یہ جو lounges ہیں وی وی آئی پیز اور وی آئی پی یہ ہم لوگ یا ایسی facilities ہمیں نہیں ملتی

چاہئیں ۔ جناب اگر میں اپنے آپ پر حاوی کرنا چاہتا ہوں کہ میں masses سے پبلک سے contact کروں تو میں مثال دوں گا مرحوم ہمارے محمد خان جونیجو کی کہ وہ جب سے وزیر اعظم کی پوزیشن سے گئے اس نے کبھی بھی دی وی آئی پی lounge کو استعمال نہیں کیا ۔ ہم جب بھی اس کی reception کے لیے جاتے تھے تو وہ عام جنرل لاؤنجز میں جاتے تھے ۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنی masses سے اپنے عوام سے contact رکھیں وہ موقع ہمارے پاس ہے تو جی خالی صرف VVIP Lounge کی PIA کی یا جہازوں کی نہیں بلکہ ریلوے اسٹیشن پرہمیں جانا چاہیئے ۔ یہ ہماری ڈیوٹی ہے ۔ بس سٹینڈ پرہمیں جانا چاہیئے ۔ لیکن وہ موقع کہ میں کوئی آفیشل ڈیوٹی پر یا ملک کے عوام کے کسی اس پر جاؤں اور مجھے ایک ایسی facility ملے جہاں پر میں جلدی جا سکوں ۔ میں اس کی favour میں نہیں ہوں کہ وہاں پر سپیشل سائز کے صوفے ہوں یا نہ ہوں ۔ لیکن یہ facility اس لیے provide کی جاتی ہے کہ زیادہ تر ہمارے ممبرز تیزی سے سفر کرنا چاہتے ہیں اور short time میں آدھا گھنٹہ یا پندرہ منٹ پہلے پہنچے اور جہاز میں ہمیں موقع مل جاتا ہے کہ ہم work کر سکیں ۔ اگر یہ facility جنرل لاؤنج میں مل سکے ۔ لیکن وہ کبھی بھی نہیں ہو سکے گی ۔ وہ سسٹم ہم نے دیکھا ہے اس ملک میں جیسے فصیح صاحب نے کہا کہ یہاں پر ایک سسٹم clerical سسٹم ہے تو وہ ہمیں possible نہیں ہو گی تو اس facility کو روکنا البتہ ہاں ۔ اس لیے اگر کوئی restrictions ہوں کہ عام لوگ کم ہو جائیں تاکہ زیادہ تر وہ وہاں دوسری سائیڈ سے جا سکیں ۔ میری جب خواہش ہو کہ میں اپنے عوام سے مل کر جانا چاہتا ہوں ۔ کئی بار میں نے جنرل لاؤنج سے اس لیے avoid کیا کہ میں اس موقع پر چاہتا تھا کہ میں لوگوں سے ملاقات کر سکوں ۔ تو یہ میں اس پر کبھی بھی believe نہیں کرتا ہوں ۔ اس سسٹم کو اگر پاکستان میں جو اب بیوروکریٹک سسٹم ہے اس کو تب ہی توڑا جا سکتا ہے کہ ہم خود voluntarily اس پر start لیں کہ جی آج مجھے جلدی نہیں ہے ۔ میں general lounge سے نہیں جانا چاہتا ہوں ۔ اگر سال ایک یہ ثابت ہو سکا کہ ستر فیصد ہمارے جو ممبران صاحبان ہیں وہ travel کرنا چاہتے ہیں ۔ جنرل لاؤنج سے تو کوئی ایسی پرابلم نہیں ہو گی وی وی آئی پی لاؤنج سے۔ رش بھی کم ہو گا اور جن کو expediency ہو گی جلدی ہو گی اور خاص کر میں اپنے بزرگ قاضی حسین احمد کی بات کروں وہ تو عوامی ہیں وہ وہاں پر وی وی آئی پی لاؤنج میں جائیں کیوں وہ تو جائیں ہی ادھر سے کیونکہ جیسے انہوں نے اب پاسبان تحریک شروع کی ہے اور

public exposure ہے جیسے محمد خان جونیجو کر رہا تھا خدا بخشے ان کو ۔ تو یہ کوئی ایسی مشکلات نہیں ہیں ۔ لیکن اس سسٹم کو روکنا فی الحال مناسب نہیں ہو گا ۔ شکریہ جناب ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ جناب ! میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتاہوں کہ پارلیمانی آداب میں ایک چیز یہ بھی ہے کہ جب کوئی ممبر بول رہا ہو تو اس کے آگے سے نہیں جاتے ہیں لیکن ہمارے وزراء کرام اس بات کا خیال نہیں کرتے ہیں اور ابھی پچھلے پانچ منٹ میں دو ممبر بول رہے تھے اور انکے سامنے سے وزراء گزرے۔ یہ قاعدے کے خلاف ہے۔ ہمیں اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ ۔ جی جناب جتوئی صاحب ۔ ہو گا یہ کہ متبادل بھی نہیں ہو گا اور یہ بھی جائے گا۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی ۔ میں بھی یہی پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا تھا کہ بڑے مزے سے اور آرام سے ایک وزیر صاحب cross کرتے ہوئے آ گئے اور عباس شاہ صاحب وہاں کھڑے ہوئے تقریر کر رہے تھے تو شاید میں سمجھتا ہوں کہ انہیں پتہ نہیں ہو گا کہ وہ سینیٹ ہاؤس میں ہیں یا کہیں اور گھوم رہے ہیں۔ تو جناب چیئرمین ہم نہایت مشکور ہیں شاہ صاحب کے۔ انہوں نے کہا کہ یہ facility available ہو جب آپ abroad tour کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بھی ضرورت نہیں ہے پھر ۔ لیکن بات یہ ہے کہ جناب یہ جو تفریق ہے یہ ہمیں کچھ ورثے میں ملی ہے۔ یہ آپ اگر تھوڑا موازنہ کریں کہ جب انگریز کی یہاں حکمرانی تھی تو اس نے لکھا تھا clubs کے اوپر کہ Indians and dogs are not allowed تو اس طرح سے وہاں پر یہ تفریق کا سلسلہ جو تھا وہیں سے ملا ہمیں۔ جہاں تک members of Parliament کا تعلق ہے تو پچھلی مرتبہ آپ کو یاد ہو گا جناب چیئرمین! کہ اسی House کے floor پر اس بات پر ہم نے کافی بحث کی تھی اور طارق رحیم صاحب منسٹر پارلیمانی آفیئرز تھے۔ ہم کہتے تھے کہ Ex- parliamentarians کو بھی یہ facility دیں کیونکہ باقی آرمی یا Ex-army Officers اور بیوروکریٹس یہ سارے ملا کر تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تیس چالیس لاکھ لوگ بنتے ہیں Ex-Parliamentarians ہماری ماشاء اللہ تاریخ ایسی فرسٹ کلاس ہے کہ ہمارے پاس Assemblies اتنی بنی ہی نہیں زیادہ کہ ان کی تعداد بڑھی ہو۔ ہزار ، پندرہ سو سے زیادہ میرے خیال آدمی نہیں ہوں گے ۔ اس وقت ہم نے یہی کہا

تھا۔ یا تو یہ totally withdraw کریں facilities سارے جو وی وی آئی پی کی اور وی آئی پی کی facilities ہیں یا پھر اگر یہ ہیں تو پھر بیوروکریٹس اور آرمی کو اس طرح کیوں ۔ کہ جنرل صاحب اپنی ڈنڈی ساتھ لے کر اور وہ اندر گھس کر آ جاتے ہیں اور بیوروکریٹس بھی اپنے آرام سے ان کے چار چار چمچے جو ہیں وہ آگے آتے ہیں پہلے وہ tickets ان کے issue کراتے ہیں۔ ان کے boarding کارڈ پہلے issue ہو جاتے ہیں ان کا سامان جو ہے پہلے گاڑی میں وہ لے کر آ جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ total withdraw ہونا چاہئیے اور اس میں پھر وی آئی پی بھی نہیں ہونا چاہئیے ۔ پرائم منسٹر اور President بھی ------

جناب چیئرمین۔ یہ تو انہوں نے لکھا ہوا ہے ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی ۔ اور پھر سیکیورٹی arrangements جو ہیں وہ ہو سکتے ہیں ۔ جہاں تک تعلق ہے جناب چیئرمین پارلیمنٹ ہاؤس کا ۔ جس طرح سے پارلیمنٹ ہاؤس کو ہم نے سنٹرل جیل بنایا ہوا ہے خدا کے لیے آپ کے توسط سے ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ پارلیمنٹ ہاؤس ہے ۔ جہاں پر elected ممبرز آتے ہیں ۔ لندن میں دیکھ لیں ۔ British پارلیمنٹ میں آپ گئے ہیں ۔ آپ کو پتہ ہے وہاں پر کہ Passes تک کی ضرورت نہیں جو جا کر اپنے Identity Card دکھائے اپنے آپ کو identify کروائے ۔ وہ آپ کو اندر جانے دیتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پارلیمنٹ کو جس طرح سے ہم نے گھیرے میں ڈالا ہوا ہے کہ ہر آدمی کو وہ روکے ۔ پھر اندر آنا پڑتا ہے اور پھر وہ بیچارے کئی افراد آپ دیکھیں گرمی میں باہر کھڑے ہوتے ہیں ۔ آخر وہ ووٹرز ہیں انہوں نے یہ پارلیمنٹ بنائی ہے ۔ ممبرز بنائے ہیں ۔ تو یہ restriction بھی withdraw کی جائے۔ یہاں پر آپ نے security checks لگائی ہوئی ہیں ۔ وہ اندر آنے دیں ان کو۔ اور جو security point پر وہ دیکھیں کہ کوئی gun کو carry نہیں کر رہا ہے یا کوئی اور چیز تو carry نہیں کر رہا۔ جہاں تک galleries کا تعلق ہے galleries میں آنے دیں ان کو ۔ کیا ضرورت ہے Passes بنانے کی۔ یہ عجیب روایات قائم کر لی ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ withdraw کر لینی چاہئیے ۔ اور یہ ہر جگہ پر نئے ایرپورٹ بنے ہیں تو میرے خیال میں یہ facility ابھی نہیں ہے ۔ VIP کی ۔ اسی طرح سے جس طرح کراچی Airport ہے۔ جناح ٹرمینل ہے ۔ ہم جاتے ہیں ریگولرلی ۔ لیکن وہاں پر یہ ہونا چاہئیے کہ کم از کم یہ ایک سروس

ہونی چاہیئے کہ جہاں ممبرز پارلیمنٹ ہوں یا جو بھی ہو جا کر اپنی ٹکٹیں جلدی لے لیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ میں مختصر بہت مختصر بولوں گا اس پر میں شاہ صاحب کے جذبات اور احساسات کی قدر کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ غالباً ان کا خیال ہے کہ پاکستان میں غیر طبقاتی معاشرہ قائم کیا جائے۔ پچھلے دنوں میں اپنے وطن کا آئین پڑھ رہا تھا اس میں ایک شق تھی کہ exploitation کو آہستہ آہستہ کم کیا جائے گا اور اس میں تھا کہ from each according to his capacity and to each according to his needs _ something like that تو میرے خیال میں وہ اچھی بات ہے اور پھر ہم انشاء اللہ بدستور بتدریج اس طرف چلیں گے لیکن جہاں تک موجودہ صورت حال کا تعلق ہے یعنی وی آئی پیز اور وی وی آئی پیز کا تو میرے خیال میں اس کی جو ہے وہ اس طرح نہیں ہونا چاہیئے کہ Very important person that can be very intimate person, very immediate person, very informal person جناب ہم ---

(مداخلت)

ڈاکٹر محمد ریحان۔ نہ نہ سر۔۔۔نہیں نہیں۔ تو اس کا یہ ہے کہ ہم بڑے لوگوں سے بڑی بےتکلفی سے کسی وقت بھی، میں نے اپنے ساتھیوں، اپنے دوستوں کو، اس ایوان کے معزز اراکین کو دیکھا ہے کہیں پر اس کے سامنے کوئی آ جاتا ہے کبھی کوئی افسر جو ہوتے ہیں ان کا اپنا ایک ٹھاٹھ باٹھ ہوتا ہے لیکن پارلیمنٹ کے ممبران کا پراونشل اسمبلی کے ممبران کا، ان کا میں نے نوٹ کیا ہے وہ کسی وقت بھی کسی سے تو اس کا یہ نہیں ہے اس کا صرف یہی ہے۔ جیسے عباس شاہ صاحب نے کہا ہے کہ وہ ذرا quick ان کا مطلب ہے وہ ہو۔ پھر ساتھ سیکورٹی کا وہ بھی ہے۔ اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ہم لوگوں سے الگ تھلگ یا اپنے آپ کو کسی لحاظ سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔ خدا وہ دن کبھی نہ لائے کہ ہم اپنے ملک کے شہریوں سے یا دیگر انسانوں سے اپنے آپ کو برتر سمجھیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کون برتر ہے اور کون کمتر ہے۔

جناب والا! اس سلسلے میں میں ایک اور بات بھی کر دوں یہ بھی بات ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے مسلمان معاشرے میں سیدوں کی، جو آل رسول(ص) ہیں ان کو ہم وہ respect دیتے ہیں شکر ہے ہمارے پاس بھی ادھر فصیح اقبال صاحب ہیں، غوث علی شاہ صاحب ہیں سید عباس شاہ

ہیں اور سرتاج عزیز صاحب ہیں ۔ عبداللہ شاہ صاحب ہیں تو اس کا کوئی یہ مطلب نہ لے کہ وہ ان کو کیوں دیتے ہیں ۔ یہ تو ہم احتراماً اپنے پیارے نبی (ص) کی اولاد کو میرے جیسے جو عام اس کے followers ہیں ۔ اس کی امت کی اولاد میں سے ہیں تو ہم ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو کل ہمیں یہ بھی کہے کوئی کہ جی اس میں برتری اور کم تری کرتے ہیں یہ تو ایسی بات نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنے عبداللہ شاہ صاحب کی خدمت میں بڑی انکساری سے عرض کروں گا کہ یہ مطلب اس سے نہیں ہے کہ اس میں کوئی برتری کی بات ہے ۔ انشاء اللہ یہ طبقاتی سماج جو ہے یہ انشاء اللہ آہستہ آہستہ ختم ہو گا اور اس کے ساتھ یہ ساری باتیں ہو جائیں گی ۔ اس میں ہم کہتے ہیں کہ جی انہوں نے اپنے resolution میں کہا ہے کہ جب وہ باہر جائیں تو پھر ان کو protocol دیا جائے ۔ اگر باہر سے یہاں کوئی آ جائے تو پھر کیا ہو گا یہ تو دنیا کے ساتھ ہم نے چلنا بھی ہے ۔ اس بات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین- جی جناب گچکی صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں ۔

جناب منظور احمد گچکی- جناب ریحان صاحب نے جو فرمایا کہ وہ ان عبداللہ شاہ کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھ رہے ہیں۔ میں بالکل نہیں رکھ رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں جناب والا کہ یہ ریزولیوشن ----

جناب چیئرمین- وہ اس لیے کہہ رہے ہیں کہ وہ شاہ صاحب ہیں ۔

جناب منظور احمد گچکی- شاہ بہت ہیں جی یہاں پر غوث علی شاہ بھی ہیں جی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ resolution جو move ہوا ہے ۔ یہ ایسے لگتا ہے کہ عبداللہ شاہ صاحب کو یہ resolution کسی bureaucrat نے لکھ کر دے دیا ہے ۔ اس لیے کہ جتنے بھی فارن------

Mr. Chairman: Please, no cross talks.

جناب منظور احمد گچکی- اس لیے کہ اگر یہ resolution ہم پاس کرتے ہیں تو کتنے پارلیمینیرین ہیں وہ official visit کے لیے باہر جاتے ہیں ۔ ہم نے تو یہی دیکھا ہے کہ جی بھرمار ہے bureaucrats کی ہو ہر جہاز میں آپ فارن کے جہاز میں جہاں بھی جاتے ہیں یہ لوگ ۔ آپ دیکھیں گے کہ ہر جہاز میں یہ آٹھ دس ہوں گے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ویسے بھی انہیں کے فائدے کے لیے ہے ۔ پھر دوسری بات یہ ہے جناب والا کہ یہ جتنی تقاریر یہاں

ہو رہی ہیں کہ یہ facilities ہمیں نہیں ملنی چاہئیں اور وہ نہیں ملنا چاہیئے اور وی آئی پی لاؤنج کے استعمال میں میں آپ کو دعوی کے ساتھ کہتا ہوں کہ انہی ممبران میں سے اکثر لوگ سروسز برانچ گئے ہوں گے اور انہوں نے کہا ہو گا کہ ہمارا وی آئی پی کارڈ بنایا کہ نہیں بنایا - یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنی hypocracy ہے کہ ایک کام جو لوگوں کو public consumption کے لیے تو ہم اس بات کو کہتے ہیں لیکن پریکٹیکلی ہم خود اس بات کو نہیں کرتے ہیں - کس نے کس کو منع کیا ہے کہ وہ جنرل لاؤنج میں نہ جائے - اگر فرض کرلیں اعجاز جتوئی صاحب یہ چاہتے ہیں کہ عام لاؤنج میں جائیں تو میرے خیال میں وہاں کوئی اسے گھسیٹ کر تو نہیں لائے گا کہ جی نہیں آپ وی آئی پی لاؤنج میں جائیں - سوال یہ پیدا ہوتا ہے جناب والا ! کہ یہ آپ خود کریں - یعنی اس پریکٹس کو خود کریں -

دوسری بات یہ جناب والا ! کہ آپ کی سوسائٹی میں اتنا تضاد ہے پہلے آپ اس کو ختم کرنے کی کوشش کریں ناں جی - ملک کے معاشی حالات کو آپ دیکھیں ایک غریب ہے جو پچیس روپے کماتا ہے ایک آدمی جو ہے وہ پچیس لاکھ روپے کماتا ہے - پہلے تو آپ بنیادی چیزوں کو تو ختم نہیں کرتے ہیں - آپ نے ایک لے لیا ہے وی آئی پی لاؤنج کا جی کہ وہاں جائیں اور وہاں نہ جائیں - میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی بنیادی مسئلہ نہیں ہے - اس پر اتنا ٹائم صرف نہیں کرنا چاہیئے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ باقی جتنی بھی سوسائٹی کے اندر خرابیاں ہیں پہلے ان کو تو ختم کریں - یہ خرابی تو نہیں ہے اتنی بڑی - سوسائٹی کے اندر تو اتنی بڑی خرابیاں ہیں کہ جو ہماری مشرقی سوسائٹی میں سب سے زیادہ معیوب سمجھا جاتا ہے ان کو تو ختم نہیں کرتا ہے کوئی - ایک وی آئی پی لاؤنج اور وی آئی پی کارڈ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری بحث جو ہے یہ صرف لوگوں کو بتانے کے لیے کہ ہم کتنے عوامی ہیں ' عوام کے ساتھ ہماری کتنی ہمدردیاں ہیں اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ as it is اسی طریقے سے رہنا چاہیئے۔ جس کو جنرل لاؤنج میں جانا ہے وہ جنرل لاؤنج ایسے جائے ویسے بھی جتنے بھی ایرپورٹ بن رہے ہیں ان میں ویسے بھی وی آئی پی لاؤنج کا concept ختم ہو رہا ہے - شکریہ جی -

جناب چیئرمین- شکریہ جی - Anybody else جی جناب مزمل شاہ صاحب۔

سید مزمل شاہ - جناب چیئرمین ! شاہ صاحب نے جو resolution پیش کیا ہے

اس پر میں نے اسے منہ عرض کیا تھا کہ یہ خود اگر جانا چاہیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ قاضی صاحب نے شاید میری اس بات کو محسوس کیا ہے ۔ ویسے میری تو تھوڑی سی آزادی ہے شاہ صاحب کے ساتھ ۔ تو بہرحال قاضی صاحب سے میں معافی چاہتا ہوں اس بات کی لیکن حقیقت یہ ہے کہ جہاں تک عوام کا تعلق ہے یہ سارے عوامی نمائندے ہیں اور مصیبت اس ملک میں یہی ہے کہ آج تک عوامی مینڈیٹ کا کبھی کسی نے خیال نہیں کیا ۔ یعنی سب سے بڑی طاقت تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اس کے بعد جو طاقت ہے یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے تو اس میں اس ملک کے رہنے والے لوگ جو ہیں ان کے پاس طاقت ہے اور ان لوگوں نے جن نمائندوں کو منتخب کر کے ان Houses میں بھیجا ہے بنیادی طور پر یہ سارے Houses یہ پورا ملک یہ ساری وی آئی پی لاؤنج یہ ساری چیزیں جو ہیں ان کے اصل مالک یا وارث جو ہیں وہ عوام ہیں اور جن لوگوں کو انہوں نے مینڈیٹ دے کر یہاں بھیجا ہے ۔ انہوں نے اکثریت دے کر جن لوگوں کو یہاں بھیجا ہے اگر ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ یہ وی آئی پی لاؤنج استعمال نہ کریں تو جس طرح کمانڈر صاحب نے یہاں پر فرمایا کہ کل یہ بھی کہا جائے گا کہ یہ لوگ جھنڈے نہ لگائیں ۔ کل یہ بھی کہا جائے گا کہ یہ لوگ Houses کے اندر جو ہیں ایرکنڈیشنر اور بڑے عجیب صوفے ہیں وہاں پر نہ بیٹھیں۔ تو یہ چیزیں بہرحال جہاں تک مساوات کا تعلق ہے وہ عدل سے تعلق رکھتا ہے ۔ انسانیت کے احترام سے تعلق رکھتا ہے وہ دل میں ہوتی ہے اور یہ نعوذ باللہ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ جن لوگوں نے ہمیں elect کر کے یہاں بھیجا ہے ان کی عزت احترام سر آنکھوں پر۔ ان کے ساتھ مل بیٹھنے سے نہ ہمیں کوئی عار ہے بلکہ ہمارے لیے فخر ہے اور خدا کرے کہ ہم یہ کر سکیں لیکن مصیبت یہ ہے کہ لوگوں کی عوام کی رائے یا جن لوگوں کو انہوں نے منتخب کر کے بھیجا ہے آج تک ان کا احترام یہاں پر نہیں ہوا ۔ اسی وجہ سے یہ چیزیں ہوتی ہیں اور دوسری بات جس طرح کہ گیلانی صاحب نے فرمایا کہ بنیادی باتیں تو یہ ہیں مساوات کا تعلق اس بات سے ہے کہ ہم عوام کے مسائل سوچیں کہ ایک آدمی کو تو ایک روز کے پانچ روپے مل رہے ہیں۔ دوسری طرف جو ہے وہ پانچ ہزار سے لے کر پانچ ہزار روز کما رہا ہے اس طرف تو ہماری توجہ نہیں ہے ہم ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر کہ جی وی آئی پی لاؤنج نہ ہو یہ وہاں پر نہ جائے اور وہاں سے نہ گزرے یہ چیزیں میرے خیال میں مناسب نہیں ہیں۔ اور شاہ صاحب سے میں عرض کروں گا کہ وہ اس پر زیادہ زور نہ دیں اور بات چھی ہے اگر کوئی یہ چاہے

تو بے شک وی آئی پی لاؤنج استعمال نہ کرے ۔ ویسے ہماری اپنی constituency ہے وہاں تو ہم لوگوں سے میرے خیال میں بہت سارے ایسے ہوتے ہیں جو اپنی constituencies میں ان کو ملتے بھی نہیں ہیں ۔ وہاں پر ہمارے پاس constituencies ہیں۔ ہم وہاں جا کر لوگوں سے مل سکتے ہیں ۔ لوگ ہم سے مل سکتے ہیں۔ مسجدیں ہیں ہم سب وہاں پر اکٹھے رہ سکتے ہیں لیکن یہ جو معمولی سی بات ہے اگر عوام نے ایک احترام یا عزت دی ہے اپنے نمائندے کو کہ وی آئی پی لاؤنج اگر استعمال کریں تو یہ کون سی بری بات ہے ۔ اگر ایک بیوروکریٹ کر سکتا ہے ۔ دوسرا آفیسر کر سکتا ہے تو باقی یہ بات جی کہ یہاں پر اگر چیئرمین اللہ کرے یہ بات کہے کہ جی میں جا کر آفیسر کی کرسی پر بیٹھ جاؤں تو یہ تو possible نہیں ہے۔ یہ تفریق تو رہے گی۔ یہ نیچرل یا unnatural بات نہیں ہے۔ یہ پوری کائنات میں یہ سلسلہ چلتا ہے ۔ تو یہ چیزیں تو میرے خیال میں اس قسم کی چیزوں سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ بڑی چھوٹی باتیں ہیں ۔ بڑی باتوں کا یہ خیال رکھیں ۔ عوام کے مینڈیٹ کا یہ خیال رکھیں۔ وہ جو چاہتے ہیں عوام اس کی طرف یہ توجہ دیں اور ان کو آسانیاں اور سکھ پہنچانے کی کوشش کریں۔ ان کے مسائل کو ختم کرنے کی کوشش کریں ۔ ہم ان کے ساتھ ہیں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ ۔ ابراہیم صاحب۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ جناب میرے خیال میں یہ ہمارے انڈو پاکستان میں برصغیر میں جو کلاس اور creed کا سلسلہ ہے یہ بہت پرانا ہے ۔ ہزاروں سال پہلے کا ہے ۔ ایک ہندو فلاسفر نے ہزاروں سال پہلے اپنی سوسائٹی کو جن کلاسسز میں تقسیم کیا ہوا تھا ۔ سب سے ٹاپ پر اس نے انہیں جنس کو رکھا اور تعلیم یافتہ لوگوں کو ۔ ان کے خیال کے مطابق وہ برہمن تھے ۔ علم ان کے پاس تھا اور انہوں نے اپنے لیے یہ علم محفوظ رکھا ۔ کسی کو یہ privilege اور کسی کو بھی یہ علم سیکھنے نہیں دیتے تھے ۔ next class آتی تھی deprived class یہ وہ تھی جن کے پاس تلوار تھی وہ اپنا حق بھی لے سکتے تھے ۔ وہ کلاس لے سکتی تھی ۔ مار بھی سکتی تھی ۔ مرنا بھی جانتی تھی ۔ وہ تلوار والے لوگ بھی ہیں second privileged class تھی کہ جس کے پاس مال ہے دولت ہے ۔ وہ بھی privileged class میں آتا ہے اور باقی جس کے پاس نہ مال ہے اور نہ تلوار ہے اور نہ علم ہے وہ depsired class تھی جس کا استحصال ہوتا رہا ہے ۔ہزاروں سال سے اور یہ آج بھی کوئی سوسائٹی اس

سے مستثنیٰ نہیں قرار دی جا سکتی چاہے وہ برطانیہ ہو چاہے وہ امریکہ ہو چاہے وہ پاکستان ہو ۔ چاہے وہ انڈیا ہو حال وہی ہے ۔ وہی Intelligent Class Bureaucrate rule کرتا ہے ۔ وہی Intelligent Class Bureaucrat کے علاوہ وہی لوگوں کی دھمکیاں ہمیں دی جاتی ہیں کہ تلوار والا آ جائے گا اور وہی کمرشل کلاس جو ہے اس میں حصہ دار بنتا ہے ۔ کوئی نئی بات نہیں ہے ۔ بات اگر ہم نے پارلیمنٹ میں سوچنا ہے زیرکی سے تو وہی صفت ہے کہ اس کلاس اس creed کو کیسے ہم مٹائیں اور کیسے عوام کو ہم بلند کریں سوسائٹی کے ہر فرد کے معیار زندگی کو کیسے بلند کریں ۔ اصل بات بنیادی یہ ہے ۔ یہ وی آئی پی لاؤنج یا وی وی آئی پی لاؤنج یہ حقیر باتیں ہیں ۔ مانا کہ اگر ہم نے کسی کو یہ privilege دی تھی کہ وہ چلا گیا وی آئی پی لاؤنج میں حالانکہ وہ deprived class میں سے ہو خوشحال خان خٹک نے ایک شعر کہا ہے ایک جگہ پر اصل بات تو ایک شہری کے سوشل سٹیٹس کو بلند کرنا ہے یہ نہیں ہے کہ وہ جو ہے عارضی طور پر میں اس کو گھوڑے پر بٹھاؤں گا اور اس سے اس کا سوشل سٹیٹس بلند ہو جائے گا نہیں ۔ (ترجمہ ۔۔۔) اگر غلام گھوڑے پر سوار ہو اور اس کا آقا پیدل جاتا ہے (ترجمہ ۔۔۔)تو پھر بھی صاحب صاحب ہے اور باجی باجی ۔ جب تک سوشل سٹیٹس بلند نہیں ہوتا شہریوں کا تو یہ منافقانہ رویہ کوئی کسی کے مطلب کا نہیں ہے ۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وی آئی پی لاؤنج ہو یا وی آئی پی لاؤنج نہ ہو ایک سینیٹر اس میں جائے اس میں سے پاس ہو کر کسی جہاز میں چڑھے اس سے کیا فرق پڑتا ہے ۔ فرق اس سے پڑتا ہے کہ ہم عوام کا کتنا سوچتے ہیں ۔ اس کے standard of living کو ہم کتنا بلند کرتے ہیں ۔ شکریہ جناب !

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی ۔ جی جناب میرا خیال ہے اور تو کوئی نہیں ہے ۔ جی جناب ڈیفینس منسٹر ۔ جی ۔

Syed Abdullah Shah: I want to speak after the honourable Minister of State. I don't know whether he is opposing or supporting my Resolution.

جناب چیئرمین۔ دیکھ لیتے ہیں ۔ ڈیفنس منسٹر جی ۔ اس کو آپ پریس کریں گے ۔ کیونکہ آپ کے ممبران کہہ رہے ہیں جی کہ پریس نہ کریں ۔

Syed Abdullah Shah: I will press.

جناب چیئرمین۔ جی جناب ڈیفنس منسٹر۔

سید غوث علی شاہ۔ جناب چیئرمین! ویسے تو نہایت احترام ہے اور سارے اراکین نے اپنے views دیئے ہیں لیکن اس کے پیچھے ایک فلاسفی ہے۔ وہ فلاسفی یہ ہے کہ اگر ہم اس facility کو اپنے سینیٹرز، ایم این ایز یا اور لوگوں کے لیے ختم کر دیں اس کے باوجود بھی ہمیں وی آئی پی لاؤنج maintain کرنی پڑے گی۔ یہ وی آئی پی لاؤنجز maintain اس لیے کرنا پڑے گی کہ third world countries میں اور ابھی تو ہمارے پاس ایک ایئر لائنز ہے ابھی ہم نے کھولا ہے دوسری ایئر لائنز بھی ہم نے شروع کیے ہیں۔ پھر یہ competition ہو گی۔ لوگ انہیں اور جیسے یہ commercially important لوگ ہیں اور جن کا شاہ صاحب نے ذکر کیا ان کو بھی ایک treatment دینی پڑتی ہے۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ وہ یہاں invest کریں۔ Importers ہیں لوگوں کی تو یہ جب maintain کرنی ہے۔ وی وی آئی پی میں تو صرف دو اشخاص ہیں۔ ایک پاکستان کا پریذیڈنٹ اور ایک پاکستان کا وزیر اعظم باقی آپ سے لے کر حتیٰ کہ یہ سب وی آئی پی میں آ جاتے ہیں۔ اور پھر اور لوگ۔ گو اس کی facility لیتے رہیں گے اور عوام کے جو نمائندے ہیں ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی عزت اور احترام دیا ہے اور پھر ابھی تک ہم اس لیول پہ نہیں پہنچے کہ جہاں ٹائم پر آ رہا ہے اور ہر جہاز وقت پر آ رہی ہے اور یہ maintain کرنا بھی ایک چھوٹی بات ہے کہ وقت ان کا تھوڑا سا بچ جاتا ہے۔ اگر فلائٹ لیٹ ہو گئی ہے تو آرام سے ان کو تھوڑی سی sitting مل جاتی ہے۔ اس کے باوجود بھی کئی بار اس ایوان میں اور قومی اسمبلی میں وقت پر ٹکٹ نہ ملنے پر، سیٹ نہ ملنے کی کئی استحقاق کی تحریکیں آ گئی ہیں۔ آپ کے سامنے یہاں ان پر بحث ہوئی ہے۔ میرے خیال میں یہ چھوٹی سی ایک سہولت ہے۔ عوام کے ان نمائندوں کو جن کا اتنا احترام ہے اور جو Soverign Body کے ممبرز ہیں اور جو ان کے لیے قانون بناتے ہیں جو ان کے لیے سوچتے ہیں ان کی خدمات ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں سر کہ یہ facility لینے سے فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ وی آئی پی لاؤنجز ختم اس لیے نہیں ہوں گے کہ جیسے Foreigner ہے پھر دوسرے ملکوں کے ساتھ ہمارے رشتے ہیں وہاں جو ہم جاتے ہیں تو وہ جس طرح سے ہمیں treat کرتے ہیں۔ ان کو یہاں وہ treatment دینا پڑے گی۔ جب اوروں کو ہم یہ ٹریٹمنٹ دیں یا maintain کریں تو ہمارے sovereign پارلیمنٹ کے جو ممبران ہیں یا اور اس

قسم کے تھوڑے سے لوگ ہیں ان کے لیے facility ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو رہنے دیں ۔ اس سے کوئی نقصان نہیں ہو گا اور نہ ہو رہا ہے ۔ باقی جو تضاد ہے جو سوسائٹی میں فرق ہے یہ تھوڑا سا وقت لگے گا جلدی ختم نہیں ہو گا اس سب کے لیے ہمیں آپ کو ہر ایک کو کوشش کرنا ہو گی اور میرے خیال میں اس میں کوئی شبہ نہیں لیکن جب ایک چیز ختم نہیں کر سکتے ہیں اوروں کے لیے تو maintain کرنا پڑے گی۔ اپنے اس کا فائدہ کیوں نہ اٹھائیں ۔ یہ میری گزارشات ہیں شاہ صاحب سے۔

جناب چیئرمین۔ کیا آپ پریس کریں گے شاہ صاحب اس کو ۔ جی ہاں ۔

سید عبداللہ شاہ۔ جناب میری گزارش یہ ہے کہ میری ریزولیوشن کو یا تو سمجھا نہیں گیا ہے یا جان بوجھ کر کوئی دوسرا رخ دیا جا تا ہے ۔ میں نے یہ کہیں نہیں کہا ہے کہ جو اراکین پارلیمنٹ ہو ان سے یہ facility واپس لی جائے ۔ میں نے سب کی بات کی ہے جو لوگ بھی اس قسم کا claim کرتے ہیں right وہ واپس ہونا چاہیئے اس میں چاہے بیوروکریٹ ہو کوئی جنرل ہو یا ممبر پارلیمنٹ ہو۔ پریذیڈنٹ یا چیف منسٹر ہو ۔ میرے ایک ساتھی نے کہا کہ کسی بیوروکریٹ نے مجھے یہ ریزولیوشن لکھ کر دی ہے ۔ میں آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ مجھے تھوڑی بہت انگریزی لکھنا آتی ہے ان کو شاید یہ دقت ہو لیکن مجھے اس قسم کی (دقت) نہیں ۔ میں نے foreign country کی اس لیے بات کی ہے کہ یہاں پر تو ہمیں پہچانا جاتا ہے اپنے ملک میں اگر ہمیں نہیں پہچانا جاتا تو پھر وہ کہاں جائیں گے ۔ میں نے foreign country کا اس لیے ذکر کیا ہے کہ وہاں پر تو ہماری جان پہچان نہیں ہے ۔ وہاں اگر کوئی سینیٹر جاتا ہے یا چیئرمین سینیٹ جاتا ہے یا وزیر اعظم جاتا ہے تو وہاں تو بےشک آپ وہ provide کریں facilities لیکن اپنے ملک میں اندر میں اس قسم کی ضرورت نہیں ہے ۔

اس کے بعد سر دوسری بات یہ ہے کہ آیا میرے ساتھی ایرپورٹ اور وی آئی پی لاؤنج سے باہر نکلے ہیں نہیں ۔ میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے جیسا میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ بڑے صاحبوں کے لیے ٹریفک روکی جاتی ہے ۔ عوام کے لیے دقت پیدا کی جاتی ہے ۔ اس کے اوپر کسی نے بات نہیں کی ۔ پھر جناب گاڑیاں جو ہیں No parking area میں یہ ایم پی اے کی گاڑی ہے یہ ڈی سی کی گاڑی ہے یا یہ فلاں کی گاڑی ہے this is a clear cut breach of law اس کو بھی کبھی آپ نہیں کہتے ہیں کہ یہ وی آئی پی ہیں ۔ اگر کوئی پولیس والا یہ ہمت

بھی کرے کہ روکے تو دیکھتے نہیں ہو کہ ایم این اے کی سینیٹر کی پلیٹ لگی ہوئی ہے ۔ تو سر میرا عرض کرنے کا مطلب یہ کہ قانون جو ہے وہ سب کے ساتھ ایک جیسا ہونا چاہیئے اور خصوصاً ہم لوگوں پہ یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ جو قانون بنانے والے ہیں وہ قانون کا احترام کریں یہ سر misuse بھی ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو پہلے میں نے آپ گزارشات کی ہیں ۔ اس کو آپ ذہن میں رکھیں ۔ اس میں کوئی نہیں ہے کہ میں اپنے آپ کو عوامی ہونے کی کوشش کر رہا ہوں ۔ نہیں جی میں بہت ہی گنہگار آدمی ہوں ۔ آپ میرے سے بہت ہی زیادہ عوامی آدمی ہیں ۔ مجھے پتہ ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ۔ میرا مقصد اور میری جو روح ہے وہ یہی ہے کہ یہ facility جو وہ تفریق پیدا کرتی ہے اور کہا جا رہا ہے یہ بڑی چھوٹی بات ہے سر ۔ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہی بڑی بات بنتی ہے کہیں سے تو آپ starting کریں ۔ یہ تفریق آپ مانتے ہیں کہ ہے ملک میں ، تو کب سے اس کو ختم کریں گے ۔ سب کہتے ہیں کہ ہمیں Britishers سے ورثے میں ملا تھا تو یہ ورثہ سے کب آپ جان چھڑائیں گے ۔ کہتا ہے انگریزی بھی ورثے میں ملی یہ protocol بھی ورثے میں ملا فلاں چیز ورثے میں ملی ورثے سے آپ جان چھڑائیں گے کب ۔ چالیس پچاس سال تو گزر گئے ہیں ۔ ابھی باتیں یہی چل رہی ہیں ۔ تو میرا یہ کہنے کا مطلب ہے ۔ ہمیں کہیں سے start کرنا چاہیئے ۔

So. I press my Resolution and you can put it to vote.

Mr. Chairman: So, I put the Resolution as moved by Abdullah Shah. This House recommends to the Government that VIP and VVIP facilities be allowed only when the concerned persons visit abroad in connection with an official business.

ویسے just by the way جب باہر جاتے ہیں تو گورنمنٹ تو نہیں provide کرتی وہ تو وہاں کے ملک provide کرتے ہیں ۔

سید عبداللہ شاہ ۔ نہیں جی وہاں بھی ہوتا ہے لیکن ۔۔۔

جناب چیئرمین ۔ بہرحال ۔

I put it again to the House. This House recommmeds to the Government

that VIP and VVIP facilities be allowed only when the concerned persons visits abroad in connection with an official business.

(The motion was rejected)

Mr. Chairman: The Resolution is rejected.

اچھا جی اب ٹائم ہو گیا ہے تقریباً نو بج گئے ہیں ۔ تو کیا کرنا ہے جی؟

سید فصیح اقبال۔ جناب چیئرمین صاحب! آج سارا وقت یعنی اتنے ملک کے مسائل تھے ۔ میرے خیال سے سب رہ گئے ہیں ۔ کوئی پچیس تیس اور میں یہ چاہتا ہوں کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہفتہ میں ایک آتا ہے ۔ یا تو یہ کرا دیا جائے کہ کوئی ٹائم کا یا یہ ہونا چاہیئے کہ ہفتہ میں دو ہوں ۔ اچھا دوسری بڑی چیز سر ایک بہت اہم مسئلہ ہے ۔ ایگریکلچرل مارکیٹنگ اسٹورز کے لوگوں کو علیحدہ کر دیا گیا ہے اور اس میں ابھی بلوچستان کا ایک وفد آیا ہوا ہے ابھی باہر انہوں نے چٹ بھیجی اب دو سو سترہ اس میں ملازمین ہیں اور خدا کا بڑا شکر ہے اور میں بڑا آج نہایت خوش ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب اور وزیر ایگریکلچرل ان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ وہ ہاؤس میں مسلسل بیٹھے ہوئے ہیں نو بجے تک بیٹھے ہیں ۔ اور یہ ایک ریکارڈ ہے اس سیشن کا، کم از کم تین سال میں میں نے کبھی نہیں دیکھا ۔

جناب سرتاج عزیز۔ میں ہوتا تھا ۔

سید فصیح اقبال۔ نہیں جناب آپ بجٹ میں ہوتے تھے لیکن یہاں یعنی ایسے کبھی آپ جب آپ کا ٹرن نہیں ہوتا تھا ۔ لیکن آج آپ بیٹھے ہیں میں بہت خوش ہوں اور آپ باقاعدہ کام کر رہے ہیں ۔ سوال یہ ہے کہ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ ۲۱۷ آدمیوں کا مسئلہ ہے جن لوگوں نے یہ اسٹور بنایا تھا ۔ یہ کارپوریشن جب بنایا تھا اس وقت مقصد یہ تھا سب سے زیادہ بلوچستان اور سرحد کا ۔ آلو پیاز یہ محکمہ خریدتا ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ محکمہ اپنی کارکردگی کے اعتبار سے اس طرح ہی ہے جس طرح ایگریکلچرل کے ۱۸ اور محکمے ہیں ۔ یعنی کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس محکمے نے کچھ نہیں کیا اس کے ۲۱۷ آدمیوں کو علیحدہ کرنا جناب یہ بڑا قومی مسئلہ ہے ۔ آپ انہیں خدا کے لیے ---

جناب چیئرمین۔ تو اس پہ باقاعدہ موشن move کریں ۔

سید فصیح اقبال۔ موشن move ہوئی ہے۔ لیکن آج بلوچستان کے لوگ آئے ہیں۔ پیسے خرچ

کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ کرایہ ہم سے مانگتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ یہاں کیا بیٹھے ہیں۔ ہمارے پاس اٹھارہ بیس آدمی مستونگ میں ہیں۔ پندرہ سولہ کوئٹہ میں ہیں۔ کچھ ہمارے فرنٹیئر کے بھائی ہیں۔ اب وہ جو ہمارا آکو پیاز تھا وہ کون خریدے گا۔ آپ اندازہ کیجئے آج کے زمانے میں بجائے روزگار دینے کے آپ کیسے بیروزگار کر رہے ہیں۔ دو سو سترہ سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ جو کمیٹیاں ہیں حکومت کی ہمیشہ کہتی ہیں پھر فیڈرل گورنمنٹ تمام اپنے جتنے سبجیکٹ لے لے واپس کیونکہ Concurrent اس کا اب تک فیصلہ نہیں ہوا۔ میں اعجاز جتوئی صاحب کو اس وقت مبارک باد دے رہا تھا انہوں نے کہا کہ میں آپ کو چھ محکمے دوں گا میں نے کہا کہ آپ اپنے آئین تو بدلیں۔ کہاں چھ محکمے، کہاں سے دیں گے ؟ ابھی آپ کے پاس ہر محکمہ صوبے کا مرکز کے پاس ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں اب آپ کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ جو دو سو سترہ آدمی terminate ہو گئے ہیں

سید فصیح اقبال۔ جی جناب نوٹس دے دیا گیا ہے اور ای سی سی ایک کمیٹی ہے۔

جناب چیئرمین۔ تو یہ کس منسٹری سے تعلق ہے ۔

سید فصیح اقبال۔ یہ دونوں سے ہے منسٹری آف فنانس سے بھی ہے اور فوڈ اینڈ ایگریکلچرل سے بھی ہے ۔

جناب چیئرمین۔ تو میرے خیال میں آپ نے یہ مسئلہ اٹھا دیا ہے ۔ آج یا جب بھی آپ سمجھیں ۔ منسٹر صاحب اس پر سٹیٹمنٹ دے دیں۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے پرسوں دے دیں گے اس پر۔

میر عبدالجبار ۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کے توسط سے مسئلہ کو اپر ہاؤس میں لانا چاہتا ہوں ۔ میں نے اسے باقاعدہ move کیا ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ تو اس کو ہم لے آئیں گا پرسوں، اچھا اب ایڈجرنمنٹ کب تک کرنی ہے۔

آوازیں، پرسوں ۔

So, the House is adjourned to meet again at ten O' clock on the 13th of July, 1993.

[The House adjourned to meet again at 10 'O' clock on Tuesday, July 13, 1993]

PCPPI—4381 (97) Senate—12-9-97—180.